بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 33

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

9/ محرم 1443 ہجری قمری ● 19/ ظہور 1400 ہجری شمسی ● 19/ اگست 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ ؕ

(المائدہ:76)

ترجمہ: مسیح ابن مریم ایک رسول ہی تو ہے۔ اس سے پہلے جتنے رسول تھے سب کے سب گزر چکے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/ اگست 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جوقویٰ انسان کو دیئے گئے ہیں، اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہوسکتا ہے

کوئی شخص اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے، کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کردی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں حصہ نہیں ملے گا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میں تمہیں یقیناً کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری مشکلات آسان کردی ہیں۔ کیونکہ ہمارے سلوک کی راہیں اور ہیں، ہمارے ہاں یہ حالت نہیں ہے کہ کمریں جھک جائیں یا ناخن بڑھائیں، یا پانی میں کھڑے رہیں یا چلہ کشیاں کریں یا ہاتھ خشک کریں اور یہاں تک کہ صورتیں بھی مسخ ہوجائیں۔ ان صورتوں کے اختیار کرنے سے وہ لوگ بخیال خویش باخدا ہونا چاہتے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خدا تو کیا ملنا ہے، انسانیت بھی جاتی رہتی ہے مگر ہمارے سلوک کا یہ طریق نہیں ہے، بلکہ اسلام نے بہت ہی آسان راہ رکھی ہے اور وہ کشادہ راہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے: اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ: 6) اب اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے تو اس طور پر نہیں کہ دعا تو سکھادی لیکن سامان کچھ نہیں بلکہ جہاں دعا سکھائی ہے وہاں سب کچھ موجود ہے۔ چنانچہ اگلی سورت میں اس کی قبولیت کا اشارہ ہے، جہاں فرمایا: ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚ فِیۡہِ ۚ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:3) یہ ایسی دعوت ہے کہ دعوت کا سامان پہلے سے تیار ہے۔

غرض یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں، اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہوسکتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس اُمت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی شخص اپنے آپ کو محروم نہ سمجھے۔ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کردی ہے جو یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہمیں حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے، جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ اور کوئی تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا محروم نہیں رہا ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے واسطے کئی موقعے ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ اور اس پر ترقی کرکے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کیلئے موقعے ہیں۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 319، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

سات اشخاص جن کو اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا

(1423) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اسکے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ عادل بادشاہ اور وہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جوان ہوا ہو اور وہ آدمی جس کا دل سجدوں میں لگا ہوا ہے اور وہ آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھی اور اس پر اکٹھے رہے اور اس پر جدا ہوئے اور وہ مرد جس کو عالی مرتبہ خوبصورت عورت نے بلایا ہو اور وہ (اسے) کہے مَیں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو صدقہ کرے اور اسے ایسا چھپائے کہ اسکے بائیں کو علم نہ ہو کہ اس کے دائیں نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اسکے آنسو بہہ پڑیں۔

(1424) حضرت حارثہ بن وہب خزاعیؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا، آپؐ فرماتے تھے: صدقہ کرو کیونکہ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے صدقہ کو لے کر پھرے گا تو دوسرا آدمی (اسے) کہے گا: اگر تُو کل لاتا تو مَیں تجھ سے اسے ضرور قبول کرلیتا مگر آج مجھے اس کی حاجت نہیں۔

(صحیح بخاری، جلد3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

اس شمارہ میں

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
- خطبہ جمعہ فرمودہ 30/ جولائی 2021ء (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم (از سیرت خاتم النّبیین)
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
- نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
- جلسہ سالانہ سپین 2005 سے حضور انور کا اختتامی خطاب
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
- ذکر خیر مکرمہ الحفیظ صاحبہ قادیان
- نماز جنازہ
- اعلان جلسہ سالانہ قادیان
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ – اللہ اللہ کتنا زور ہے، کس قدر حتمی وعدہ ہے

اس کلام کی تو وہ عظمت ہے کہ اسکی حفاظت کیلئے ہم خود آئیں گے اور دیکھیں گے کہ کون اس کلام پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالتا ہے

یہ ایک نہایت ہی زبردست آیت ہے اور ایسی عجیب ہے کہ اکیلی ہی قرآن مجید کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الحجر آیت 10 اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یہ ایک نہایت ہی زبردست آیت ہے اور ایسی عجیب ہے کہ اکیلی ہی قرآن مجید کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے۔ اس میں کتنی تاکیدیں کی گئی ہیں۔ پہلے اِنَّ لایا گیا ہے پھر نا کی تاکید نَحۡنُ سے کی گئی ہے اور پھر آگے چل کر ایک اور اِنَّ اور لام لایا گیا ہے۔ گویا تاکید پر تاکید کی گئی ہے۔ کفّار نے اِنَّکَ لَمَجۡنُوۡنٌ کے جملہ میں دوسری تاکید سے کام لیکر تمسخر کیا تھا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ تاکید کے چار ذرائع استعمال کرتا ہے اور فرماتا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ سنو! ہم نے ہاں یقیناً ہم نے ہی اس شرف وعزت والے کلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ہے اور ہم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یقیناً ہم اسکی خود حفاظت کریں گے۔ اللہ اللہ کتنا زور ہے۔ کس قدر حتمی وعدہ ہے۔

اس آیت کے متعلق یہ لطیفہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کفار کے طنز میں ایک یہ معنے بھی پائے جاتے ہیں کہ ایسا بڑا زبردست کلام جس نے دُنیا کو شرف بخشنا ہے اس کے ساتھ تو فرشتے بھی آنے چاہئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَے نادانو! تم فرشتے کہتے ہو۔ اس کلام کی تو وہ عظمت ہے کہ اسکی حفاظت کیلئے ہم خود آئیں گے اور دیکھیں گے کہ کون اس کلام پر بدنیتی سے ہاتھ ڈالتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ فرشتے قرآن کریم کی حفاظت نہیں کرتے کیونکہ جب خدا جو آقا ہے وہ حفاظت کرتا ہے تو فرشتے تو بدرجہ اولیٰ حفاظت کریں گے۔ مگر اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ فرما کر ایک زائد بات بیان کی کہ اس میں بعض ایسی خصوصیات ہیں جنکی حفاظت فرشتے بھی نہیں کرسکتے بلکہ ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمّے لی ہے۔ ہر چیز کی حفاظت فرشتے کرتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے براہ راست حفاظت کرنے میں ایک حکمت ہے اور قرآن مجید کو عام چیزوں سے ممتاز کرنے والا فرق ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد5، صفحہ 14، مطبوعہ 2010 قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

اگر کوئی عیسائی سمجھتا ہے کہ آتھم کی پیشگوئی جھوٹی نکلی تو مجھ سے مباہلہ کرلے اور ساتھ ہی اسلام اور عیسائیت میں سے کون سا مذہب حق پر ہے اس کے فیصلہ کے لئے بھی میرے ساتھ مباہلہ کرلیں

ہر دو مباہلہ کے لئے دو ہزار روپے کا انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ''انجام آتھم'' رُوحانی خزائن جلد 11 سے پیش کررہے ہیں۔ پادری عبداللہ آتھم اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان ہونے والے مباحثہ امرتسر پر اس سے قبل ہم تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ یہ مباحثہ مورخہ 22 مئی 1893 تا 5 جون 1893 پندرہ دن تک بمقام امرتسر ہوا تھا۔ مباحثہ کے آخری روز 5 جون 1893 کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کی موت کی پیشگوئی فرمائی کہ **''اِس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کررہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دِنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دِن ایک مہینہ لیکر یعنی 15 ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذِلّت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے''** پیشگوئی کے الفاظ **''بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے''** صاف بتلا رہے ہیں کہ پیشگوئی شرطی تھی۔ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا اور شرط سے فائدہ اٹھایا۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کی تھی اُسی وقت سے آتھم پر توبہ اور رجوع کے آثار ظاہر ہوگئے تھے اور بعد میں اسلامی پیشگوئی کی شوکت ایسی اُسکے رگ و ریشے میں سمائی کہ پورے پندرہ ماہ اُس نے سخت بے قراری اور بے چینی میں روتے دھوتے گزارے اور پورے پندرہ ماہ وہ سخت خوف ڈر اور گھبراہٹ کے ہاویہ میں گرا رہا۔ آتھم کا حق کی طرف رجوع ایسا کھلا اور واضح تھا کہ ایک دنیا کے مشاہدے میں آچکا تھا۔ اس ضمن میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ارشادات ذیل میں پیش کرتے ہیں:

پندرہ ماہ کے عرصہ میں آتھم سرنگوں رہا اور خلافِ عادت
اس عرصہ میں نہ تو عیسائیت کی تائید میں اور نہ اسلام کے خلاف کچھ کہا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

آتھم نے اس حد تک رجوع الی الحق ضرور کیا جو ایک خائف اور ترساں اور ہراساں کی نسبت خیال کرسکتے ہیں۔ میں اس واقعہ کو قبول کرتا ہوں کہ جیسا کہ وہ پیشگوئی سے پہلے عیسائی تھا ایسا ہی پیشگوئی کی میعاد گزرنے کے بعد اس نے اپنی عیسائیت کو ظاہر کیا۔ لیکن کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اس نے پیشگوئی کے ایام میں کبھی تحریراً یا تقریراً عیسائیت کے اصول کی تائید کرکے اپنا سرگرم عیسائی ہونا ظاہر کیا جیسا کہ پہلے اس کا شیوہ اور طریق تھا؟ بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ ان تمام دنوں میں عیسائیت کا چولہ اُتار کر حقیقی خدا کے آگے تضرع میں رہا جیسا کہ مختلف شہادتیں اس کے ثبوت میں اب تک گزر رہی ہیں۔ (انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد 11 صفحہ 24)

اللہ تعالیٰ نے بھی جو بڑا رحیم و کریم ہے آتھم کے رجوع اور ندامت کو دیکھ کر اپنے وعدہ کے موافق اُسے ڈھیل دی اور فوری موت سے اُسے بچالیا۔ اب یہ اعتراض کرنا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی اور آتھم نہیں مرا یہ انتہائی ناواجب اور محض بے حیائی والا اعتراض ہے۔ عیسائیوں نے تو اعتراض کرنا ہی تھا لیکن مسلمان علماء بھی اس اعتراض میں عیسائیوں کے ساتھ شامل ہوگئے اور عیسائیت کو فاتح اور اسلام کو مفتوح قرار دینے لگے کیونکہ یہ جنگ جو جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہوئی مسیح موعود اور آتھم کی جنگ نہیں تھی بلکہ یہ اسلام اور عیسائیت کی جنگ تھی۔ پس عیسائیوں سے زیادہ ہمیں مسلمان علماء پر افسوس ہے کہ انہوں نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عداوت میں اسلام کو ہی شکست خوردہ تسلیم کرلیا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انوار الاسلام اور ضیاء الحق میں ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا اس لئے موت سے بچ گیا۔ پیشگوئی کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے ایک آسان فیصلے کی راہ آپؑ نے یہ نکالی کہ آتھم قسم کھالے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے نہیں ڈرا اور حق کی طرف رجوع نہیں کیا اور قسم کھانے کے بعد ایک سال تک زندہ بچ گیا تو آپؑ جھوٹے اور آپؑ کی پیشگوئی جھوٹی لیکن اگر وہ ایک سال کے اندر فوت ہوگیا تو ثابت ہوجائے گا کہ پیشگوئی سچی نکلی۔ اور اب کی دفعہ ایک سال کی میعاد میں کسی قسم کی کوئی شرط نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے انتہائی جتن کئے کہ آتھم عوام الناس کے لئے سچی شہادت ادا کرے اور اقرار کرلے کہ اس نے توبہ کی اور حق کی طرف رجوع کیا اور یا پھر قسم کھالے کہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے نہیں ڈرا، اور ایک سال کے اندر دُنیا اس کا انجام دیکھ لے، لیکن لاکھ جتن وعظ و نصیحت و تبلیغ کے بعد بھی آتھم نے قسم نہیں کھائی۔ آپؑ نے آتھم کے قسم کھانے پر ایک ہزار، پھر دو ہزار، پھر تین ہزار اور پھر چار ہزار روپے کا بھاری انعام مقرر کیا اور ہر طرح سے غیرت دلائی، اُسے اُس کے خداوند یسوع مسیح کا واسطہ دیا تاکہ وہ قسم کھائے لیکن آتھم ٹس سے مس نہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُسے ہر چند ہلانا چاہا لیکن وہ ہل نہ سکا کیونکہ اسلامی پیشگوئی کی شوکت سے وہ ہلاک ہوچکا تھا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں تک کہا کہ اگر آتھم کا خدا یسوع مسیح اس کو ایک سال تک نہیں بچاسکتا تو وہ تین دن پر ہی راضی ہوجائے ہم تین دن کی ہی شرط کرلیں گے۔ یعنی قسم کھانے کے بعد اگر آتھم تین دن کے اندر فوت نہ ہوا تو ہم جھوٹے اور ہماری پیشگوئی جھوٹی لیکن آتھم کا مُردہ پھر بھی نہ ہلا۔ آپؑ نے فرمایا اگر سچائی کے اظہار کے لئے ہمیں اگر کوئی دس برس کی شرط کرے تو ہم دس برس تک زندہ رہنے کی قسم کھاسکتے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ ایک دفعہ بلکہ متعدد دفعہ یہ فرمادیا تھا کہ اگر آتھم سچی گواہی کو چھپائے گا تو جو مہلت اُسے ملی ہے وہ اس سے دیر تک ہرگز فائدہ نہیں اُٹھاسکے گا اور بہت جلد موت اُسے آپکڑے گی۔ چنانچہ آپ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق جب آتھم لوگوں کے بہکاوے میں آنے لگا اور کچھ سر اُٹھایا اور بے باک ہوا تو موت نے فوری اُسے آدبوچا اور 27 / جولائی 1896ء کو بمقام فیروز پور فوت ہوگیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

آتھم نے حق کو چھپایا خدا نے اسکے وجود کو اسکے ہم مذہب لوگوں کی نظر سے چھپالیا

ناظرین یاد رکھیں کہ آخری پیغام جو آتھم صاحب کو قسم کھانے کے لئے پہنچایا گیا وہ اشتہار 30 / دسمبر 1895ء کا تھا۔ اس میں یہ غیرت دلانے والے الفاظ بھی تھے کہ اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کردیں اور ذبح بھی کرڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔ سو چونکہ آتھم نے سچی قسم سے منہ پھیرا اور نہ چاہا کہ حق ظاہر ہو سو جیسا کہ اس نے حق کو چھپایا خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس کے وجود کو اس کے ہم مذہب لوگوں کی نظر سے چھپالیا اور جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ 30 دسمبر 1895ء تک ہماری طرف سے اس کو تبلیغ ہوتی رہی کہ شائد وہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے سچی گواہی ادا کرے۔ پھر ہم نے تبلیغ کو چھوڑ دیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے انتظار میں لگے۔ سو آتھم صاحب نے 30 / دسمبر 1895ء میں سے ابھی سات مہینے ختم نہیں کئے تھے کہ قبر میں جا پڑے۔ (انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد 11 صفحہ 3)

آتھم کی موت اُنہیں پیشگوئیوں کا ظہور تھی جو قطعی طور پر اس کے لئے کی گئی تھیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اس بات کے لئے بڑے زبردست دلائل ہمارے ہاتھ میں ہیں کہ آتھم کی یہ موت کوئی معمولی موت نہیں۔ آتھم کی عمر قریباً میرے برابر تھی اور میں تو اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا ہوں اور دردسر کی بیماری مجھے مدت تیس سال سے ہے مگر آتھم ایک پرورش یافتہ بیل کی طرح موٹا تھا اور دن رات شراب پینے اور عمدہ غذائیں کھانے کے سوا اور کوئی کام نہیں تھا۔ سو اس کی موت درحقیقت انہیں پیشگوئیوں کا ظہور ہے کہ جو قطعی طور پر اس کے لئے کی گئی تھیں۔ (ایضاً صفحہ 7، حاشیہ)

پیشگوئی دو پہلوؤں پر پوری ہوئی
خدا تعالیٰ نے اپنی صفات جمالی اور جلالی دونوں اس میں دکھلا دیئے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یہ پیشگوئی دوہرے طور پر دونوں پہلوؤں پر پوری ہوگئی۔ اول آتھم کے ہم و غم کی وجہ سے اس طرح پر پوری ہوئی کہ موافق الہامی شرط کے اس کی موت میں تاخیر ڈال دی گئی پھر آتھم کی بے باکی اور سخت انکار کی حالت میں اس طرح پر پوری ہوئی کہ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اس پر موت نازل کردی سو اس مبارک پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اپنی صفات جمالی اور جلالی دونوں دکھلا دیئے اور ناسمجھ عیسائیوں اور نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی۔ اسلام کا بول بالا ہوا اور مردہ پرست پادری اور نفاق زدہ یہودی سیرت مولوی سخت ذلیل ہوگئے۔ مگر کیا وہ اب بھی سچائی کی طرف واپس آئیں گے۔ ہرگز نہیں۔ (ایضاً صفحہ 23 حاشیہ)

دو ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انوار الاسلام اور ضیاء الحق رُوحانی خزائن جلد نمبر 9 میں اس پیشگوئی کی سچائی روز روشن کی طرح ثابت فرمادی ہے۔ آتھم کے رجوع الی الحق پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ پیشگوئی پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دیا ہے۔ جو کوئی بھی ان دونوں کتب کا مطالعہ کرے گا اس کو نہ صرف پیشگوئی کی سچائی پر یقین حاصل ہوجائے گا بلکہ وہ اس پیشگوئی کی زبردست شوکت و عظمت پر بھی مطلع ہوگا۔ چونکہ

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپؐ نے پھر اللہ کا نام لے کر کدال چلائی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا
اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آ رہے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

’’اللہ کی قسم! اللہ جس قوم کو یہ (دولت) عطا فرماتا ہے تو ان میں آپس میں حسد اور بغض بڑھ جاتا ہے
اور جس قوم میں آپس میں حسد بڑھ جائے تو ان میں پھر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔‘‘ (حضرت عمرؓ)

مدائن، مَاسَبَذَان اور خُوزَسْتَان کی فتح، نیز جنگِ جَلُولَاء، رامہرمز اور تُستر میں پیش آمدہ واقعات کا بصیرت افروز بیان

پانچ مرحومین: مکرمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ اہلیہ محمد سعید صاحب (لاہور)، مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب (جرمنی)، مکرمہ زاہدہ پروین صاحبہ اہلیہ غلام مصطفیٰ اعوان صاحب (ڈھپئی ضلع سیالکوٹ)، مکرم رانا عبدالوحید صاحب (لندن)، مکرم الحاج میر محمد علی صاحب (بنگلہ دیش) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/جولائی 2021ء بمطابق 30/وفا 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا اور آپؓ کے زمانے کی جو جنگیں تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ مدائن کی فتح کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے علم سے فرمائی تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

’’خندق کھودتے کھودتے ایک جگہ سے ایک پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ وہ تین دن کے مسلسل فاقہ سے سخت نڈھال ہو رہے تھے۔ آخر تنگ آ کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ اس وقت آپؐ کا بھی یہ حال تھا کہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا مگر آپؐ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور ایک کدال لے کر اللہ کا نام لیتے ہوئے اس پتھر پر ماری۔ لوہے کے لگنے سے پتھر میں سے ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے زور کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس ضرب سے وہ پتھر کسی قدر شکستہ ہو گیا۔ دوسری دفعہ آپؐ نے پھر اللہ کا نام لے کر کدال چلائی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلات مجھے نظر آ رہے ہیں۔ اس دفعہ پتھر کسی قدر زیادہ شکستہ ہو گیا۔ تیسری دفعہ آپؐ نے پھر کدال ماری جس کے نتیجہ میں پھر ایک شعلہ نکلا اور آپؐ نے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور فرمایا اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! صنعاء کے دروازے مجھے اس وقت دکھائے جا رہے ہیں۔ اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر اپنی جگہ سے گر گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقعہ پر بلند آواز سے تکبیر کہی اور پھر بعد میں صحابہؓ کے دریافت کرنے پر آپؐ نے یہ کشوف بیان فرمائے اور مسلمان اس عارضی روک کو دور کر کے پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔‘‘ یعنی پتھر توڑنے کا جو کام تھا (اسے کر کے) پھر کام میں مصروف ہو گئے، پھر خندق کی کھدائی شروع ہو گئی۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نظارے عالم کشف سے تعلق رکھتے تھے۔ گویا اس تنگی کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مسلمانوں کی آئندہ فتوحات اور فراخیوں کے مناظر دکھا کر صحابہؓ میں امید و شگفتگی کی روح پیدا فرمائی مگر بظاہر حالات یہ وقت ایسا تنگی اور تکلیف کا وقت تھا کہ منافقین مدینہ نے ان وعدوں کو سن کر مسلمانوں پر پھبتیاں اڑائیں کہ گھر سے باہر قدم رکھنے کی طاقت نہیں اور قیصر و کسریٰ کی مملکتوں کے خواب دیکھے جا رہے ہیں مگر خدا کے علم میں یہ ساری نعمتیں مسلمانوں کیلئے مقدر ہو چکی تھیں۔ چنانچہ یہ وعدے اپنے اپنے وقت پر یعنی کچھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اور زیادہ تر آپؐ کے خلفاء کے زمانہ میں پورے ہو کر مسلمانوں کے ازدیادِ ایمان و امتنان کا باعث ہوئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے صفحہ 577-578)

مدائن کی فتح کا جو وعدہ ہے یہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت سعدؓ کے ہاتھوں پورا ہوا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا تھا کہ مدائن فتح ہوگا۔ یہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں پورا ہوا۔ قادسیہ کو فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے بابل کو فتح کیا۔ بابل موجودہ عراق کا قدیم شہر تھا۔ بابل کو فتح کرنے کے بعد کُوثٰی نام کے ایک تاریخی شہر کے مقام پر پہنچے۔ کُوثٰی بابل کا نواحی علاقہ ہے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے قید کیا تھا اور قید خانے کی جگہ اُس وقت تک محفوظ تھی۔ حضرت سعدؓ جب وہاں پہنچے اور قید خانے کو دیکھا تو قرآن کریم کی آیت پڑھی۔ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران: 141) یعنی یہ دن ایسے ہیں کہ ہم انہیں لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔ کُوثٰی سے آگے بڑھے تو بَہُرَسِیر نامی ایک جگہ پر پہنچے۔ یہ عراق کے شہر مدائن کے اس حصہ کا نام ہے جو دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ یہاں کسریٰ کا شکاری شیر رہتا تھا۔ حضرت سعدؓ کا لشکر قریب پہنچا تو انہوں نے اس درندے کو لشکر پر چھوڑ دیا۔ شیر گرج کر لشکر پر حملہ آور ہوا۔ حضرت سعدؓ کے بھائی ہاشم بن ابی وقاص لشکر کے ہراول دستے کے افسر تھے۔ انہوں نے شیر پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ شیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ پھر اس کے بعد مدائن کا معرکہ بھی ہوا۔ مدائن بھی عراق میں ہے اس کی location یہ ہے کہ بغداد سے کچھ فاصلے پر جنوب کی طرف دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ اس کا نام مدائن رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ کیونکہ یہاں یکے بعد دیگرے کئی شہر آباد ہوئے تھے اس لیے عربوں نے اسے مدائن یعنی کئی شہروں کا مجموعہ کہنا شروع کر دیا۔ مدائن کسریٰ کا پایہ تخت تھا۔ یہاں پر اس کے سفید محلات تھے۔ مسلمانوں اور مدائن کے درمیان دریائے دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے دریا کے تمام پل توڑ دیے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے کشتیاں تلاش کیں کہ وہ دریا کو عبور کر سکیں لیکن معلوم ہوا کہ وہ لوگ کشتیوں پر قابض ہو چکے ہیں۔ حضرت سعدؓ چاہتے تھے کہ مسلمان دریا عبور کریں لیکن وہ مسلمانوں کی ہمدردی میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ چند دیہاتی لوگوں نے بھی دریا عبور کرنے کا راستہ بتایا کہ اس جگہ سے چلے جائیں تو آسانی سے کر سکتے ہیں تاہم حضرت سعدؓ نے اس پر بھی عمل نہیں کیا۔ اسی دوران دریا میں طغیانی بھی آ گئی۔ ایک رات آپؓ کو خواب دکھایا گیا کہ مسلمانوں کے گھوڑے پانی میں داخل ہوئے ہیں اور دریا کو پار کر لیا ہے حالانکہ وہاں طغیانی بھی ہے۔ اس خواب کی تکمیل میں حضرت سعدؓ نے دریا کو عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت سعدؓ نے فوج سے کہا کہ مسلمانو! دشمن نے دریا کی پناہ لے لی ہے۔ آؤ اس کو تیر کر پار کریں اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ حضرت سعدؓ کے سپاہیوں نے اپنے قائد کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑے دریا میں ڈال دیے اور اسلامی فوجیں دریا کے پار اتر گئیں۔ مقابل فوج نے یہ حیران کن منظر دیکھا تو خوف سے چیخنے لگے اور بھاگ کھڑے ہوئے کہ ’’دیوان آمدند! دیوان آمدند!‘‘ یعنی دیو آ گئے۔ دیو آ گئے۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر شہر اور کسریٰ کے محلات پر قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کی آمد سے قبل ہی کسریٰ نے اپنے خاندان کے لوگوں کو وہاں سے منتقل کر دیا تھا چنانچہ مسلمانوں نے آسانی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے پتھر پر کدال مارتے ہوئے فرمائی تھی کہ مجھے مدائن کے سفید محلات گرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ ان محلات کو سنسان حالات میں دیکھ کر حضرت سعدؓ نے سورۂ دخان کی یہ آیات پڑھیں کہ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ (الدخان: 26-29) کتنے ہی باغات اور چشمے ہیں جو انہوں نے پیچھے چھوڑے اور کھیتیاں اور عزت و احترام کے مقام بھی اور ناز و نعمت جس میں وہ مزے اڑایا کرتے تھے۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو اس نعمت کا وارث بنا دیا۔

حضرت سعدؓ نے حکم دیا کہ شاہی خزانہ اور نوادرات کو ایک جگہ پر جمع کیا جائے۔ اس خزانے میں بادشاہوں کی یادگاریں جو کہ ہزاروں کی تعداد میں تھیں جن میں زرہیں، تلواریں، خنجر، تاج اور شاہی ملبوسات شامل تھے۔ سونے کا ایک گھوڑا تھا جس پر چاندی کا زین تھا اور سینے پر یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی اور مہار میں بیش قیمت یاقوت پروئے ہوئے تھے۔ مال غنیمت میں ایک فرش بھی تھا جس کو ایرانی ''بہار'' کہتے تھے۔ اس کی زمین سونے کی اور درخت چاندی کے اور پھل جواہرات کے تھے۔ یہ تمام سامان فوج نے اکٹھا کیا لیکن مسلمان سپاہی ایسے راست باز اور دیانت دار تھے، یہاں مسلمان سپاہیوں کی دیانتداری کا پتہ لگتا ہے کہ جس نے جو چیز پائی اسی طرح لاکر افسر کے پاس حاضر کردی۔ چنانچہ جب سامان لاکر سجایا گیا اور دور دور تک میدان جگمگا اٹھا تو حضرت سعدؓ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی اور کہا کہ جن لوگوں نے ان نوادرات میں سے کچھ لیا نہیں بلا شبہ انتہا کے دیانت دار ہیں۔ مالِ غنیمت حسبِ قاعدہ تقسیم ہوکر پانچواں حصہ دربارِ خلافت میں بھیجا گیا۔ فرش اور قدیم یادگاریں اس حالت میں بھیجی گئیں کہ اہل عرب ایرانیوں کے جاہ وجلال اور اسلام کی فتح واقبال کا تماشا دیکھیں۔ حضرت عمرؓ کے سامنے جب یہ سامان چنے گئے تو ان کو بھی فوج کی دیانت اور استغنا پر حیرت ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے بھی بڑی حیرت کا اظہار کیا کہ کتنے ایمان دار سپاہی ہیں۔ مُحَلِّمْ نام ایک شخص مدینہ میں تھا جو دراز قد اور خوبصورت تھا۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ نوشیرواں کے ملبوسات اس کو لاکر پہنائے جائیں۔ یہ ملبوسات مختلف حالتوں کے تھے۔ چنانچہ تمام ملبوسات اسے باری باری پہنائے گئے۔ ان ملبوسات کی خوبصورتی کو دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ اس طرح وہ فرش جس کا نام ''بہار'' تھا اس کو بھی تقسیم کروا دیا گیا۔

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 413 تا 417، دارالمعرفہ بیروت 2007ء) (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 100 تا 103، ادارہ اسلامیات 2004ء) (ماخوذ از تاریخ طبری مترجم، جلد دوم حصہ دوم، صفحہ 388، نفیس اکیڈیمی کراچی 2004ء) (معجم البلدان، جلد 4، صفحہ 553، جلد 5، صفحہ 88،89)

پھر جنگ جَلُولَاء ہے جو 16/ہجری میں لڑی گئی۔ مدائن کی فتح کے بعد ایرانیوں نے جَلُولَاء میں جمع ہوکر مقابلہ کی تیاریاں شروع کردیں۔ حضرت سعدؓ نے ہَاشِم بن عُتْبہ کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ حضرت عمرؓ کے حکم پر ایرانی لشکر سے مقابلے کیلئے بھیجا۔ جَلُولَاء عراق کا شہر ہے جو بغداد سے خراسان جاتے ہوئے راہ پر پڑتا ہے۔ یہاں مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ مسلمان جب یہاں پہنچے تو انہوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مہینوں محاصرہ رہا۔ ایرانی وقتاً فوقتاً قلعہ سے باہر نکل کر حملہ آور ہوتے رہے۔ اس طرح اسّی (80) معرکے ہوئے۔ مسلمانوں نے جَلُولَاء کی فتوح کا حال حضرت عمرؓ کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ حضرت قَعْقَاعؓ حُلْوَان میں خیمہ زَن ہیں۔ نیز خط میں حضرت عمرؓ سے اہلِ عجم کا تعاقب کرنے کی اجازت مانگی گئی مگر آپؓ نے یہ بات منظور نہیں کی کہ تعاقب نہیں کرنا۔ پیچھے نہیں جانا بلکہ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سوادِ عراق اور ایران کے پہاڑ کے درمیان دیوار حائل ہوتی تاکہ نہ ایرانی ہماری طرف آتے اور نہ ہم ان کے علاقوں میں جاتے۔ ہمارے لیے سوادِ عراق کا دیہاتی علاقہ کافی ہے۔ میں مال غنیمت حاصل کرنے پر مسلمانوں کی سلامتی کو ترجیح دیتا ہوں۔ اس بات کا مجھے کوئی شوق نہیں کہ مالِ غنیمت اکٹھا کروں۔ مسلمانوں کی حفاظت، ان کی جان کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت سعدؓ نے قُضَاعِی بِن عَمْرو دُؤَلِی کے ہاتھ خُمس میں سے سونے چاندی کے برتن اور کپڑے اور اَبُومُفَزِّر اَسْوَدْ کے ہاتھ قیدی بھجوائے۔ دوسری روایت کے مطابق خُمس قُضَاعِی اور اَبُومُفَزِّر کے ہاتھوں بھیجا گیا تھا اور اس کا حساب زِیاد بن ابوسُفْیَان کے ذریعہ بھیجا گیا کیونکہ وہ حساب کتاب کے منشی تھے اور اسے رجسٹروں میں محفوظ رکھتے تھے۔ جب یہ سارا کچھ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو زِیاد نے مالِ غنیمت کے بارے میں حضرت عمرؓ سے گفتگو کی اور اس کی تمام تفصیلات کہہ سنائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہوکر اس کو بیان کرسکتے ہو۔ یہ تفصیلات جو مجھے بتا رہے ہو۔ زیاد نے جواب دیا خدا کی قسم! روئے زمین پر آپؓ سے زیادہ میرے دل میں کسی کا ڈر نہیں اور جب آپ کے سامنے میں نے بیان کردیا تو اَوروں کے سامنے کیوں نہیں بیان کرسکوں گا۔ چنانچہ حضرت زِیاد نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہوکر تمام حالات بیان کیے اور مسلمانوں نے جو کارنامے سرانجام دیے تھے ان کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح جنگ ہوئی، کس طرح مال غنیمت ہاتھ آیا، نیز کہا مسلمان اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ دشمن کے ملک میں آگے تک دشمنوں کا تعاقب کریں۔ حضرت عمرؓ نے ان کی تقریر سن کر فرمایا: یہ بہت بڑا صاحبِ لسان خطیب ہے۔ زِیاد نے کہا: ہماری فوج نے اپنے کارناموں کے ذریعہ ہماری زبان کھول دی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس خُمس پیش کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: یہ اس قدر کثیر مالِ غنیمت ہے کہ کسی چھت تلے نہ سما سکے گا۔ لہٰذا مَیں بہت جلد اس کو تقسیم کردوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبداللہ بن ارقم مسجد کے صحن میں اس مال کی رات بھر چوکیداری کرتے رہے۔ مال آیا مسجد کے صحن میں رکھا گیا تو یہ دو صحابہ اس کی حفاظت کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ لوگوں کے ساتھ مسجد میں آئے اور مال غنیمت سے کپڑا اٹھایا گیا تو آپؓ نے یاقوت، زَبَرْجَد اور بیش قیمت جواہرات دیکھے اور رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا: اے امیر المومنینؓ! آپؓ کیوں رو رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ تو شکر کا مقام ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اس چیز نے نہیں رلایا۔ اللہ کی قسم! اللہ جس قوم کو یہ عطا فرماتا ہے تو ان میں آپس میں حسد اور بغض بڑھ جاتا ہے۔ اس خیال نے مجھے رلایا ہے کہ یہ دولت جو تمہارے پاس آرہی ہے اس سے کہیں تم لوگوں کے درمیان بھائی چارے کی بجائے حسد اور بغض نہ بڑھ جائے اور جس قوم میں آپس میں حسد بڑھ جائے تو ان میں پھر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 468 تا 471، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 420، 421، دارالمعرفہ بیروت 2007ء) (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 104، ادارہ اسلامیات 2004ء)

یہ بڑے غور اور فکر والی بات ہے اور یہ استغفار کرنے والی بات بھی ہے یہ جو آپؓ نے بیان فرمائی ہے اور یہی ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں حسد اور بغض دولت کے آنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی چلا گیا۔ جن کے پاس تیل کی دولت ہے ان میں بھی ہے یا انفرادی طور پر دیکھیں تو جس کے پاس کچھ اَور دولت آئی ہے تب بھی یہی حال ہے۔ تقویٰ میں کمی ہے۔

مدائن کی جنگ کے دوران شاہ ایران یَزْدَجَرْد اپنا پایہ تخت مَدَائن چھوڑ کر اپنے خاندان اور ملازمین کے ہمراہ حُلْوَان کو روانہ ہوگیا تھا۔ یَزْدَجَرْد کو جَلُولَاء کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ حُلوان چھوڑ کر رَے کو روانہ ہوا اور خُسْرُو شْنُوْم کو جو ایک معزز افسر تھا چند رسالوں کے ساتھ حُلوان کی حفاظت کیلئے چھوڑ دیا، کچھ فوجی دستوں کے ساتھ وہاں چھوڑ دیا۔ حضرت سعدؓ خود جَلُولَاء میں ٹھہرے اور قَعْقَاع کو حُلوان کی طرف روانہ کیا۔ قَعْقَاع قصر شیریں کے قریب پہنچے جو حُلوان سے تین میل کے فاصلہ پر ہے کہ خُسْرُو شْنُوْم خود آگے بڑھ کر مقابل ہوا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ قَعْقَاع نے حلوان پہنچ کر قیام کیا اور ہر طرف امن کی منادی کرادی۔ اطراف کے رئیس آ آ کر جزیہ قبول کرتے جاتے تھے اور اسلام کی حمایت میں آتے جاتے تھے۔ (الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 106، مکتبۃ الحرمین اردو بازار لاہور 1437ھ) (الاخبار الطوال، وقعۃ القادسیہ، صفحہ 183، دارالکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

مَاسَبَذَان کی فتح کس طرح ہوئی۔ اس بارے میں آتا ہے کہ حضرت ہَاشِم بن عُتْبہؓ جو جَلُولَاء کے معرکے میں امیرِ لشکر تھے واپس مدائن آچکے تھے اور حضرت سعدؓ ابھی مدائن میں ہی مقیم تھے کہ اطلاع ملی کہ ایک ایرانی لشکر آذِیْن بن ہُرْمُزَان کی سرکردگی میں مسلمانوں سے ٹکر لینے کیلئے میدانی علاقے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حضرت سعدؓ نے یہ رپورٹ حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھجوادی۔ حضرت عمرؓ نے یہ ہدایت کی کہ ضِرَار بن خَطَّاب کی سرکردگی میں ایک لشکر مقابلہ کیلئے بھیجا جائے جس کے ہراول دستوں کی قیادت اِبنِ ہُذَیْل کے ہاتھ میں ہو اور عبداللہ بن وَہْب رَاسِبِی اور مُضَارِب بن فُلَان عِجْلِی بازوؤں کے کمانڈر ہوں۔ اسلامی لشکر ایرانی لشکر کے مقابلے کیلئے روانہ ہوا اور مَاسَبَذَان کے میدانی علاقے کے قریب دشمن سے جا ملا اور ہَنْدَفْ مقام پر لڑائی ہوئی جس میں ایرانیوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے آگے بڑھ کر شہر مَاسَبَذَان پر قبضہ کرلیا۔ باشندے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے مگر ضِرار بن خَطَّاب نے انہیں دعوت دی کہ آکر امن سے اپنے شہر میں آباد ہوجائیں۔ انہوں نے دعوت قبول کر لی اور اپنے گھروں میں آباد ہوگئے۔

(طبری، جلد 2، صفحہ 475، دارالکتب العلمیہ بیروت 1987ء)

بلاذری نے مَاسَبَذَان کی فتح کے بارے میں مختلف روایات لی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے نہاوند کے معرکے سے واپسی پر اس شہر کو بغیر لڑائی کے فتح کیا تھا۔ (مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 120) (فتوح البلدان علامہ بلاذری، صفحہ 185، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2000ء)

خُوْزِسْتَان کی فتوحات کا حال یوں بیان ہوا ہے۔ خُوْزِسْتَان ایران کا ایک صوبہ ہے۔ ہُرْمُزَان اسلام قبول کرنے سے پہلے اسی صوبہ کا گورنر تھا۔ اس علاقے اور اس علاقے کے مکینوں کو خُوْز کہا جاتا تھا۔ اس سے مراد خُوْزِسْتَان کے رہنے والے اہواز کے نواح میں فارس اور بصریٰ اور واسِط اور اصفہان کے پہاڑوں کے درمیان کا علاقہ ہے۔

14/ہجری میں حضرت عمرؓ نے فوجی نقطہ نظر سے بعض فوائد دیکھ کر عراق میں چھوٹے پیمانے پر ایک دوسرا فرنٹ کھول دیا اور عُتْبہ بن غَزْوَان کی سرکردگی میں ایک چھوٹا سا لشکر اس مقام کی طرف روانہ فرمایا جہاں ابتداءً اس لشکر کیلئے بطور چھاؤنی شہر بصرہ کی داغ بیل ڈالی۔ یہ لشکر نہ صرف اردگرد کے دشمن کے علاقوں پر فتح حاصل کررہا تھا بلکہ عراقی جنگی مہم میں اس رنگ میں مفید ہو رہا تھا کہ نواح کی ایرانی افواج اعلیٰ اور بڑے محاذ پر اپنے ساتھیوں کی مسلسل شکستوں کی خبریں سن کر بھی ان کی امداد کیلئے نہ جاسکتی تھیں۔ زیادہ مقصد یہی لگتا ہے فوج یہاں بٹھانے کا، اس رستہ پہ قبضہ کرنے کا، کہ ایرانی افواج کی کمک اور مدد وہاں نہ جائے اور وہ مسلمانوں پر حملے نہ کرتے رہیں۔ اس لشکر کے امیر حج کرنے اور حضرت عمرؓ سے ملاقات کی غرض سے واپس حجاز گئے تھے اور حضرت عمرؓ نے آپ کی غیر حاضری میں اس لشکر کی قیادت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو دی تھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ پر جب ایک اخلاقی جرم کا الزام لگایا اور اسکی تحقیقات کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کرکے مدینہ بلایا ہوا تھا تو ان کی جگہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو کمانڈر مقرر کیا تھا۔ بہرحال تحقیقات پر حضرت مغیرہ پر جو الزام لگا تھا وہ غلط ثابت ہوا تھا۔ (ماخوذ از تاریخ طبری جلد دوم صفحہ 438 تا 442 دارالکتب العلمیہ بیروت 1987ء) (فرہنگ سیرت صفحہ 116 زوار اکیڈیمی کراچی 2003ء) (معجم البلدان جلد 2 صفحہ 259-260)

روایات میں اختلاف ہے کہ سولہ ہجری یا سترہ ہجری میں اسلامی لشکر کی مصروفیات بھی کافی رہیں اور اس میدان کی جنگی سرگرمیاں بھی وسعت پکڑ گئیں اور مسلمانوں نے خُوْزِسْتَان کے معروف شہر اَہْوَاز پر قبضہ کرلیا۔ مؤرخ طبری نے سترہ ہجری کے واقعات میں بیان کیا ہے مگر ساتھ ہی لکھا ہے کہ بعض روایات سے اس فتح کا سنہ

سولہ ہجری معلوم ہوتا ہے۔ اس فتح کے ذکر میں انہوں نے لکھا ہے کہ اس وقت امیر لشکر عُتبہ بن غَزْوان ہی تھے۔ لیکن بلاذری نے جو اس کی وضاحت کی ہے لکھا ہے کہ اَہْوَاز اور اسکے بعد کی فتوحات حضرت عتبہ بن غزوانؓ کے واپس تشریف لے جانے کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی سرکردگی میں ہوئیں اور لکھا ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے اَہْوَاز کو فتح کیا۔ اَہْوَاز کے رئیس بَیْرُوْزنامی نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر پھر مصالحت کرلی۔ کچھ عرصہ بعد جب حضرت مغیرہؓ کی جگہ ابوموسیٰ اشعری بصرہ کے علاقے کے اسلامی لشکر کے امیر مقرر ہوئے تو بَیْرُوْز رئیس نے عہد شکنی کرکے بغاوت کردی۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ مقابلے کیلئے نکلے اور لڑائی کے بعد شہر پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ سترہ ہجری میں پیش آیا۔

اَہْوَاز کے معرکے میں اسلامی فوج نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کرکے غلام بنالیا مگر حضرت عمرؓ کے حکم سے سب کو رہا کردیا گیا۔ انہوں نے کہا کوئی غلامی نہیں۔ سب جو قیدی تھے سب کو رہا کردیا۔ آزادی دے دی۔ طبری نے لکھا ہے کہ اس علاقے میں ایرانی دو راستوں سے مسلمان لشکر پر بار بار حملہ آور ہوتے تھے۔ ان دونوں راستوں پر دو مقام نَہر تِیْرِی اور مَنَاذِرْ چھاپہ مار ایرانیوں کے مرکز تھے۔ ان دونوں مقامات پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ اکثر جگہ ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ جہاں مسلمانوں کو تنگ کیا جاتا تھا، بار بار حملے کیے جاتے تھے وہیں پھر مسلمانوں نے حملے کیے اور ان جگہوں پر قبضہ کیا۔ چنانچہ بلاذری نے لکھا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے نہر تِیرِی کو اَہْوَاز کے ساتھ فتح کرلیا اور اَہْوَاز کی فتح کے بعد آپ دوسرے مقام یعنی مَنَاذِر کی طرف بڑھے اور شہر کا محاصرہ کرلیا اور لڑائی شدت پکڑ گئی۔ اس محاصرے کے دوران میں ایک روز ایک مسلمان بہادر مُہَاجِر بن زِیاد روزہ رکھے ہوئے اپنی جان خدا تعالیٰ کے حضور میں قربان کرنے کے ارادے سے دشمن کے مقابلے کیلئے نکلے۔ مہاجر کے بھائی ربیع نے امیر لشکر ابوموسیٰ کو اطلاع کردی کہ مہاجر روزہ رکھ کر میدان میں جارہے ہیں۔ ابوموسیٰ نے اعلان کروادیا کہ جس نے روزہ رکھا ہے وہ یا تو روزہ کھول دے یا میدان جنگ میں نہ جائے۔ مُہَاجِر نے یہ اعلان سن کر پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کیا اور بولے امیر کے حکم کی خاطر ایسا کرتا ہوں ورنہ مجھے پیاس بالکل نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ہتھیار اٹھائے اور دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ شہر والوں نے آپ کا سر کاٹ کر محل کے بلند کنگروں پر لٹکا دیا۔ محاصرہ طول پکڑ رہا تھا۔ ابوموسیٰ اشعری نے غالباً حضرت عمرؓ کے حکم سے لشکر کا ایک حصہ مُہَاجر کے بھائی ربیع کی کمان میں مَنَاذِر کے محاصرے کیلئے چھوڑا اور خود شہر سُوْس کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر ربیع نے لڑتے بھڑتے شہر پر قبضہ کرلیا اور بہت سے لوگ قیدی بنالیے مگر حضرت عمرؓ کے احکامات کے نتیجہ میں یہاں بھی سب قیدی رہا کردیے گئے۔ حضرت ابوموسیٰ سُوْس کی طرف بڑھے۔ شہر والوں نے پہلے مقابلہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر میں محصور ہوکر بیٹھ گئے۔ بالآخر جب غذا کی تنگی ہوئی تو ہتھیار ڈال دیے۔

ان واقعات کی فتوحات کی تفصیل میں میر محمود احمد صاحب نے مقالے میں جو تحقیق اور اپنا تجزیہ کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ طبری اور بلاذری میں متعدد اختلافات ہیں جن کی وجہ غالباً یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس علاقے میں ایرانی سرداروں کی عہد شکنی کرکے بغاوت کے نتیجہ میں اسلامی لشکر کی دوبارہ جنگی نقل وحرکت کے واقعات روایات میں پہلی مرتبہ کی فتوحات کے واقعات سے مل کر مشتبہ ہوگئے ہیں۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 124 تا 127) (طبری، جلد 2، صفحہ 494، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء) (فتوح البلدان، صفحہ 225-226)

فتوحات جو تھیں وہ، اور پھر دوبارہ جو امن قائم کرنے کیلئے ہوا، وہ مشتبہ ہوگیا ہے لیکن بہرحال یہ ان کا ایک نقطہ نظر ہے۔

جنگ رَامَہُرْمُزْ اور تُسْتُر۔ یَزْدَجَرْد شاہِ ایران جو جَلُوْلَاء کے معرکے کے بعد رَے سے ہوتا ہوا اِصْطَخَرْ چلا گیا تھا۔ یہ اِصْطَخَرْ بھی ایک جگہ کا نام ہے۔ ابھی اس نے شکست نہیں مانی تھی اور مسلمانوں کے مقابلے کیلئے لوگوں کو غیرت دلا رہا تھا اور پوری کوشش میں تھا کہ اس علاقے خُوْزِسْتَان میں، جہاں کی فتوحات کا ہم ذکر کررہے ہیں، مسلمانوں کے مقابلے کیلئے امدادی فوج بھجوائی جائے۔ دوسری وجہ جو اس علاقے میں جنگ کی آگ تیز کرنے کا موجب بنی ہوئی تھی وہ یہاں کے ایک نامی رئیس ہُرْمُزَان کی مسلمانوں کے خلاف جنگی کارروائی تھی۔ ہُرْمُزَان قادِسیہ کے معرکہ میں شریک ہوچکا تھا اور وہاں سے شکست کھا کر اپنے وطن میں آگیا تھا اور یہاں مسلمانوں پر مسلسل چھاپے مار رہا تھا۔

(مقالہ تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 127-128)
(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 473 و 494، دارالکتب العلمیہ بیروت 2012ء)

جَلُوْلَاء میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایرانی ہُرْمُزَان کی قیادت میں رَامَہُرْمُزْ میں جمع ہوئے۔ رَامَہُرْمُزْ جو ہے یہ بھی خُوْزِسْتَان کے نواح میں ایک مشہور شہر تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمرؓ کی ہدایت پر نعمان بن مُقَرِّن کو لشکر کا سردار بنا کر کوفہ سے روانہ کیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بصرہ سے روانہ کیا اور فرمایا کہ جب دونوں لشکر اکٹھے ہوجائیں تو اَبُوسَبْرَہ بن رُہْم ان کے کمانڈر ہوں گے۔ نعمان بن مُقَرِّن کی فوج کے بارے میں جب ہُرْمُزَان کو علم ہوا تو اس نے مقابلہ کیا اور شدید جنگ کے بعد ہُرْمُزَان شکست کھا کر تُسْتَر کی طرف بھاگ گیا۔ تُسْتَر بھی خُوْزِسْتَان سے ایک دن کے فاصلے پر ایک بڑا شہر ہے اور شہر میں محصور ہوگیا۔ حضرت اَبُوسَبْرَہؓ کی قیادت میں اسلامی لشکر نے شہر کا محاصرہ کرلیا جو کئی ماہ تک جاری رہا۔ ایرانی فوج بار بار باہر نکل کر حملہ آور ہوتی اور واپس آکر دروازے بند کرلیتی۔ اس طرح اس جنگ میں اسّی معرکے ہوئے۔ آخری معرکہ میں مسلمانوں نے بھرپور شدت سے حملہ کیا۔ جب مسلمانوں کی طرف سے حصار سخت ہوگیا تو دو فارسیوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ شہر سے پانی نکلنے والے راستے سے اندر جا کر شہر کو فتح کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مسلمان شہر میں داخل ہوگئے۔

اس بارے میں اخبار الطِّوَال کے مصنف ابوحنیفہ دِیْنَوَرِی نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا محاصرہ طویل ہوگیا۔ ایک رات شہر کا ایک معزز شخص حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس آیا اور اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کو امان ملنے کے عوض شہر میں قبضہ کرنے میں مدد کی پیشکش کی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اسے امان دی۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ وہ شخص مسلمان بھی ہوگیا تھا۔ اس شخص نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی شخص بھیج دیں تاکہ میں اسے آگاہ کردوں۔ یعنی رستہ بتاؤں کہ کس طرح مسلمان قلعہ میں داخل ہوسکتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے قبیلہ بنوشَیْبَان میں سے ایک شخص اَشْرَس بن عَوف کو اس کے ساتھ بھیجا۔ وہ دونوں ایک چھوٹی سی نہر میں سے ہوتے ہوئے ایک سرنگ کے راستے سے شہر میں داخل ہوئے۔ اس نے اَشْرَس بن عَوف پر ایک چادر اوڑھا دی اور اسے کہا کہ تم میرے پیچھے پیچھے میرے خادموں کی طرح آؤ۔ وہ اسے لے کر شہر کے طول وعرض میں پھرا۔ پھر وہ شہر کے دروازے پر گیا جہاں پہرے دار موجود تھے پھر وہ ہُرْمُزَان کے پاس پہنچا جو کہ اپنے محل کے دروازے پر مجلس لگائے بیٹھا تھا۔ یہ سب دکھانے کے بعد وہ اس کو اسی راستہ سے واپس لے آیا۔ اَشْرَس بن عَوف نے واپس پہنچ کر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو سب کچھ بتایا۔ اَشْرَس بن عوف نے کہا کہ آپ میرے ساتھ دو سو بہادر بھیج دیں میں پہرے داروں کو قتل کرکے دروازہ کھلوا دوں گا اور آپ باہر سے دروازے سے ہمارے ساتھ مل جائیں۔ اس طرح اَشْرَس بن عَوف اپنے ساتھیوں سمیت اس خفیہ رستے سے شہر میں داخل ہوئے اور پہرے داروں کو قتل کرکے شہر کے دروازے کھول دیے۔ اسلامی لشکر اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ ہُرْمُزَان نعروں کی آواز سن کر اپنے قلعہ کی طرف بھاگا جو کہ اس شہر کے اندر ہی موجود تھا۔ مسلمانوں نے قلعہ کو گھیر لیا۔ ہُرْمُزَان اوپر سے دیکھ کر بولا کہ میرے ترکش میں سو تیر ہیں۔ جب تک ان میں سے ایک تیر بھی باقی ہے مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس کے بعد اگر مَیں گرفتار ہوا تو میری گرفتاری کے کیا کہنے۔ مسلمانوں نے کہا کہ پھر تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر ہتھیار ڈالتا ہوں کہ میرا فیصلہ حضرت عمرؓ پر چھوڑ دیا جائے۔ ہُرْمُزَان نے ہتھیار پھینک دیے اور خود کو مسلمانوں کے حوالے کردیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ہُرْمُزَان کو حضرت انس بن مالکؓ اور اَحْنَف بن قَیس کی نگرانی میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں مدینہ بھجوا دیا۔ جب قافلہ مدینہ میں داخل ہوا تو انہوں نے ہُرْمُزَان کو اس کا اپنا ریشمی لباس پہنایا جس پر سونے کا کام ہوا ہوا تھا۔ قیدی تھا لیکن اس کو لباس پہنا دیا جو بڑا شان والا لباس تھا۔ اس کے سر پر ہیروں سے جڑا ہوا تاج رکھا گیا تاکہ حضرت عمرؓ اور مسلمان اس کی اصل ہیئت کو دیکھ لیں۔ یہ بتانے کیلئے کہ دیکھو اتنے بڑے سردار کو ہم نے زیر کیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ وہ جب مسجد میں پہنچے تو حضرت عمرؓ اپنی پگڑی پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ ہُرْمُزَان نے پوچھا عمر کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ سو رہے ہیں۔ اس وقت مسجد میں آپ کے علاوہ اَور کوئی بھی نہیں تھا۔ ہُرْمُزَان نے پوچھا ان کے پہرے دار اور دربان کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ان کو کسی پہرے دار، درباری، کاتب اور دیوان کی ضرورت نہیں ہے۔ ہُرْمُزَان نے بےساختہ کہا کہ یہ شخص ضرور کوئی نبی معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ نبی تو نہیں مگر انبیاء کے طریق پر ضرور ہیں۔ حضرت عمرؓ لوگوں کی باتوں سے بیدار ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہُرْمُزَان ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو اور اسکے لباس کو بغور دیکھا اور کہا میں آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں اور اللہ سے مدد مانگتا ہوں۔ قافلہ کے لوگوں نے کہا کہ یہ ہُرْمُزَان ہے اس سے بات کرلیں۔ آپؓ نے کہا ہرگز نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنا زرق برق لباس اور زیورات اتار دے۔ تو اس کے تمام زیورات اور شاہانہ لباس کو اتار دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ (الحاقّہ: 18)

ترجمہ: اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور
اس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ (فرشتے) اٹھا رہے ہوں گے۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النور: 28)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو
یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔
یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar — Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ہُرمُزان سے گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے کہا عہد شکنی اور دھوکا دہی کا انجام دیکھا ہے۔ جو جنگ ہوئی تھی یا اس کے ساتھ لڑائی ہورہی تھی، اس کی عہد شکنی کی وجہ سے ہورہی تھی اور دھوکا دینے کی وجہ سے ہورہی تھی۔ اس نے کہا جاہلیت میں جب خدا ہم دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہ تھا تو ہم تم پر غالب تھے مگر اب خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے اس لیے اب تم غالب ہو۔ ہُرمُزان نے حضرت عمرؓ کو یہ جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں تم اس وجہ سے غالب تھے کہ تم میں اتحاد تھا اور ہم میں افتراق تھا۔ ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ تم لوگ اکٹھے تھے اور ہم میں افتراق تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ہُرمُزان سے پوچھا۔ تم نے بار بار عہد شکنی کی اب تم کیا عذر کرتے ہو؟ جیسا کہ میں نے کہا مسلمانوں نے ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ان سے جنگ کی تھی کیونکہ وہ لوگ جو تھے وہ پُرامن ہمسائے کے طور پر رہنا نہیں چاہتے تھے۔ ہُرمُزان نے کہا کہ مجھے خدشہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتانے سے پہلے ہی قتل نہ کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا ڈرو نہیں۔ اس پر ہُرمُزان نے پانی مانگا تو اس کیلئے ایک پرانے پیالے میں پانی لایا گیا۔ ہُرمُزان نے کہا کہ میں اس طرح کے پیالے میں پانی نہیں پیوں گا خواہ میں پیاسا ہی مر جاؤں۔ چنانچہ اسے اس کے شایان شان برتن میں پانی دیا گیا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ ہُرمُزان نے کہا کہ مجھے خدشہ ہے کہ جب میں پانی پی رہا ہوں گا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تک تو پانی پی نہ لے تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ یہ سن کر اس نے پانی زمین پر گرا دیا۔ ہوشیار تھا، اس نے کہا اچھا پانی پینا اگر شرط ہے تو مسلمان تو وعدے کے پکے ہیں۔ تو اس نے کہا میں پانی پیتا ہی نہیں اور پانی زمین پہ گرا دیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اسے دوبارہ پانی دو اور اسے پیاسا قتل نہ کیا جائے۔ سزا تو اس کی یہی تھی عہد شکنی اور فتنہ وفساد اور مسلمانوں سے جنگ۔ ہُرمُزان نے کہا مجھے پانی کی پیاس نہیں تھی میں تو اس طرح امان حاصل کرنا چاہتا تھا۔ آخر وہ سچ بول پڑا۔ اس کے بعد ہُرمُزان نے اسلام قبول کر لیا اور مدینہ میں ہی رہائش اختیار کر لی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا دو ہزار وظیفہ مقرر کر دیا۔ (ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 422 تا 425، دار المعرفہ بیروت 2007ء) (ماخوذ از الاخبار الطوال از علامہ ابوحنیفہ دینوری، صفحہ 188 تا 190، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء) (فتوح البلدان، صفحہ 536، مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت 1987ء) (معجم البلدان، جلد 3، صفحہ 19، جلد 2، صفحہ 34، دار صادر بیروت 1977ء)

عِقدُ الفَرِید میں لکھا ہے کہ جب ہُرمُزان کو حضرت عمرؓ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا تو آپؓ نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن ہُرمُزان نے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ جب اسے قتل کیا جانے لگا تو اس نے کہا اے امیر المومنین! اگر آپؓ مجھے پانی پلا دیں۔ حضرت عمرؓ نے پانی پلانے کا حکم دیا۔ جب پانی کا برتن اس کے ہاتھ میں رکھا گیا تو اس نے حضرت عمرؓ سے کہا کیا میں پانی پینے تک امن میں ہوں؟ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں۔ اس پر ہُرمُزان نے پانی کا برتن ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تجھے کچھ مہلت دیتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ تُو کیسے عمل کرتا ہے۔ جب اس سے تلوار دور کر دی گئی تو ہُرمُزان نے کہا کہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ہُرمُزان سے پوچھا کہ تُو پہلے کیوں نہ ایمان لے آیا۔ اس پر ہُرمُزان نے کہا کہ اے امیر المومنین! مجھے ڈر تھا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ میں تلوار کے ڈر سے، کیونکہ تلوار میرے سر پر رکھی ہوئی تھی، اس کے ڈر سے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ ہُرمُزان سے ایران پر لشکر کشی میں مشورہ کیا کرتے تھے اور اس کی رائے کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔

(العقد الفرید، جلد دوم، صفحہ 144، مطبوعہ دار ارقم بیروت 1999ء)

پھر وہ حضرت عمرؓ کا مشیر بھی بن گیا۔

یہ بھی شبہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت میں ہُرمُزان کا ہاتھ تھا۔ (مقالہ 'تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 135) لیکن حضرت مصلح موعودؓ اس شبہ کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ قصاص کی آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مسلمان لایا گیا جس نے ایک مُعاہِد کافر کو جو اسلامی حکومت کی رعایا بن چکا تھا قتل کر دیا تھا۔ جس سے معاہدہ ہوا ہوا تھا، عہد ہوا ہوا تھا اس کا قتل کر دیا تھا تو آپؐ نے اس کے قتل کیے جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں عہد پورا کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ عہد کی نگہداشت کرنے والا ہوں۔ جس سے عہد کیا اس کو کیوں قتل کیا، اس لیے سزا ہے۔ مسلمان کو بھی قتل کیا گیا۔ اسی طرح طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت کی ہے کہ ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا تو آپ نے اس مسلمان کے قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ کہ کوئی مومن کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا مگر ساری حدیث دیکھنے سے بات حل ہو جاتی ہے۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ۔ اس حدیث کا یہ دوسرا فقرہ کہ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ اس کے معنوں کو حل کر دیتا ہے کہ اگر اسکے یہ معنے ہوں کہ کافر کے بدلہ میں مسلمان نہ مارا جائے تو پھر ذُوْ عَهْدٍ کے یہ معنے کرنے ہوں گے کہ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ بِكَافِرٍ کہ کسی ذوعہد کو بھی کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔ حالانکہ اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ پس یہاں کافر سے مراد محارب کافر ہے نہ کہ عام کافر۔ جنگ کرنے والے کافر (مراد) ہیں نہ کہ عام کافر۔ تبھی فرمایا کہ ذمی کافر بھی محارب کافر کے بدلہ میں نہیں مارا جائے گا۔

اب ہم صحابہ کا طریق عمل دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ بھی غیر مسلم کے قاتل کو قتل کی سزا ہی دیتے تھے۔ چنانچہ طبری میں قُماذُبان بن ہرمزان اپنے والد کے قتل کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ہُرمُزان ایک ایرانی رئیس اور مجوسی المذہب تھا اور حضرت عمر خلیفہ ثانیؓ کے قتل کی سازش میں شریک ہونے کا شبہ اس پر کیا گیا۔ اس پر بلا تحقیق جوش میں آ کر عُبَیدُ اللہ بن عمر نے اس کو قتل کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ ایرانی لوگ مدینہ میں ایک دوسرے سے ملے جلے رہتے تھے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ دوسرے ملک میں جا کر وطنیت نمایاں ہو جاتی ہے تو ایک دن فیروز جو حضرت عمرؓ کا قاتل تھا، میرے باپ سے ملا اور اس کے پاس ایک خنجر تھا جو دونوں طرف سے تیز کیا ہوا تھا۔ میرے باپ نے اس خنجر کو پکڑ لیا اور اس سے دریافت کیا کہ اس ملک میں تُو اس خنجر سے کیا کام لیتا ہے یعنی یہ ملک تو امن کا ملک ہے اس میں ایسے ہتھیاروں کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا کہ میں اس سے اونٹ ہنکانے کا کام لیتا ہوں۔ جب وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے تو اس وقت کسی نے ان کو دیکھ لیا اور جب حضرت عمرؓ مارے گئے، شہید کیے گئے تو اس نے بیان کیا کہ میں نے خود ہرمزان کو یہ خنجر فیروز کو پکڑاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اِس پر ہُرمُزان کا بیٹا کہتا ہے کہ عُبَیدُ اللہ جو حضرت عمرؓ کے چھوٹے بیٹے تھے انہوں نے جا کر میرے باپ کو قتل کر دیا۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور عُبَیدُ اللہ کو پکڑ کر میرے حوالے کر دیا اور کہا کہ اے میرے بیٹے! یہ تیرے باپ کا قاتل ہے اور تُو ہماری نسبت اس پر زیادہ حق رکھتا ہے۔ پس جا اور اس کو قتل کر دے۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور شہر سے باہر نکلا۔ راستہ میں جو شخص مجھے ملتا میرے ساتھ ہو جاتا لیکن کوئی شخص مقابلہ نہ کرتا۔ وہ مجھ سے صرف اتنی درخواست کرتے تھے کہ میں اسے چھوڑ دوں۔ پس میں نے سب مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا میرا حق ہے کہ میں اسے قتل کر دوں؟ سب نے جواب دیا کہ ہاں تمہارا حق ہے کہ اسے قتل کر دو اور پھر عُبَیدُ اللہ کو برا بھلا بھی کہنے لگے کہ اس نے ایسا برا کام کیا ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ کیا تم لوگوں کو حق ہے کہ اسے مجھ سے چھڑا لو؟ انہوں نے کہا نہیں ہرگز نہیں اور پھر عُبَیدُ اللہ کو برا بھلا کہا کہ اس نے بلا ثبوت اس کے باپ کو قتل کر دیا ہے۔ اس پر میں نے خدا اور ان لوگوں کی خاطر اس کو چھوڑ دیا۔ اتنی سفارشیں جب ہو گئیں۔ پوچھ لیا، سوال جواب ہو گئے تو کہتے ہیں میں نے اللہ اور اس کے لوگوں کی خاطر اس کو چھوڑ دیا اور مسلمانوں نے فرطِ مسرت سے مجھے اس خوشی میں اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور خدا تعالیٰ کی قسم! میں اپنے گھر تک لوگوں کے سروں اور کندھوں پر پہنچا اور انہوں نے مجھے زمین پر قدم تک نہیں رکھنے دیا۔ اس روایت سے ثابت ہے کہ صحابہ کا طریق عمل بھی یہی رہا ہے کہ وہ غیر مسلم کے مسلم قاتل کو سزائے قتل دیتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خواہ کسی ہتھیار سے کوئی شخص مارا جائے وہ مارا جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قاتل کو گرفتار کرنے والی اور اس کو سزا دینے والی حکومت ہی ہوتی ہے۔ گو یہاں بھی یہ ہے کہ مسلمان ہو گیا تھا لیکن اگر یہ غیر مسلم بھی ہو تب بھی یہ ساری جو پچھلی باتیں بیان ہوئی ہیں ان سے بھی یہی لگتا ہے کہ غیر مسلم کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک ہو جیسا مسلمان کے قاتل کے ساتھ ہو گا۔ خاص طور پہ جب معاہدہ ہوا ہو۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قاتل کو گرفتار کرنے والی اور اس کو سزا دینے والی حکومت ہی ہے۔ ہر شخص نہیں دے سکتا حکومت دیتی ہے کیونکہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ عُبَیدُ اللہ بن عمر کو گرفتار بھی حضرت عثمانؓ نے ہی کیا تھا اور اس کو قتل کرنے کیلئے ہرمزان کے بیٹے کے سپرد بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔ نہ ہُرمُزان کے کسی وارث نے اس پر مقدمہ چلایا اور نہ اس نے گرفتار کیا۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ فرماتے ہیں کہ اس جگہ اس شبہ کا ازالہ کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کو سزا دینے کیلئے آیا مقتول کے وارثوں کے سپرد کرنا چاہئے جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے کیا یا خود حکومت کو سزا دینی چاہئے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ معاملہ ایک جزوی معاملہ ہے اس لیے اس کو اسلام نے ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق عمل کرنے کیلئے چھوڑ دیا ہے۔ قوم اپنے تمدن اور حالات کے مطابق جس طریق کو زیادہ مفید دیکھے اختیار کر سکتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں طریق ہی خاص خاص حالات میں مفید ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 359 تا 361)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ چلے گا۔ اس وقت میں کچھ مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور پھر ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب ابن آدم سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگ جاتا ہے، وہ کہتا ہے کہ ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا، اُس نے سجدہ کر لیا، اُس کیلئے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا تھا، مَیں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا، میرے لئے جہنم ہے (ابن ماجہ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَیں تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے:

(1) جماعت کے ساتھ رہو (2) امام وقت کی باتیں سنو (3) اور اس کی اطاعت کرو

(4) دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو (5) اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو (مسند احمد)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

ان میں سے پہلا ذکر مکرمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ کا ہے جو محمد سعید صاحب کی اہلیہ تھیں اور حضرت الحاج حافظ ڈاکٹر سید شفیع صاحب محقق دہلوی کی بیٹی تھیں۔ گذشتہ دنوں 88 سال کی عمر میں پاکستان میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد حضرت الحاج حافظ ڈاکٹر سید شفیع احمد محقق دہلوی ؓ تھے۔ کئی کتب کے مصنف تھے۔ بہترین مناظر، محقق اور اعلیٰ پائے کے صحافی تھے۔ دہلی سے سولہ اخبارات انہوں نے شائع کیے۔ حضرت سید شفیع احمد صاحب نے بارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ برصغیر کے معروف صوفی شاعر اور بزرگ خواجہ میر درد کی نسل میں سے تھے۔ اور اس لحاظ سے حضرت میر ناصر نواب ؓ کے عزیزوں میں سے تھے۔ حضرت سید شفیع احمد صاحب ؓ رشتہ میں حضرت اماں جان ؓ کے بھانجے تھے۔ 1957ء میں مکرم محمد سعید احمد سب انجنیئر لاہور چھاؤنی کے ساتھ ان کی شادی ہوئی اور ان کی بیٹی خالدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میری نانی نے والدین کا رشتہ کرتے ہوئے شرط تقویٰ کو مدّنظر رکھا۔ محض یہ دیکھا کہ لڑکا بائیس تئیس سال کی عمر میں ایسا قائد ہے جس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ایک نیم مردہ جماعت تھی جس میں زندگی کی روح پھونک دی گئی اور اس خدمت کا سہرا ان کے قائد محمد سعید احمد اور ان کے چار پانچ مددگاروں پر ہے۔ پھر حضرت مصلح موعود ؓ نے ان کی خدمت خلق کا ذکر کیا کہ پچھلے سیلاب کے موقع پر انہوں نے غیر معمولی طور پر کام کیا۔ پس اس لحاظ سے وہ خاص طور پر تعریف کے قابل ہیں۔ حضرت مصلح موعود ؓ نے نسیم سعید صاحبہ کے خاوند کی بڑی تعریف کی تھی اور اسی چیز کو مدّنظر رکھتے ہوئے نسیم سعید صاحبہ کی والدہ نے ان کا رشتہ بھی ان سے کیا۔ نسیم سعید صاحبہ کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ دینی خدمات کا سلسلہ ان کا 1954ء میں شروع ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت سیدہ چھوٹی آپا کے ساتھ کام سے شروع کیا اور 2015ء تک تقریباً 61 سال یہ جاری رہا۔ سعید صاحب کیونکہ فوج میں تھے اور ان کی ٹرانسفر ہوتی رہتی تھی اس لیے مختلف شہروں میں یہ بھی ان کے ساتھ جاتی تھیں اور وہاں مختلف شہروں میں ان کو خدمات کا موقع ملا اور خود بھی یہ بڑی پڑھی لکھی اور صاحب علم خاتون تھیں۔ بیس کے قریب ان کی تصنیفات ہیں جن میں انبیاء کے متعلق کہانیاں بھی ہیں اور بزرگوں کے بارے میں بھی بہت ساری کتابیں انہوں نے لکھی ہیں۔ ان کی بیٹی حامدہ غفور منان کہتی ہیں کہ میری والدہ عبادت گزار، عالم باعمل، اخلاص ووفا، ایثار وقربانی، محبت وشفقت اور انکسار کا پیکر تھیں۔ ہمیشہ ان کو سوز وگداز سے دعائیں کرتے دیکھا۔ تہجد، نوافل اور نمازوں کا التزام کرتے دیکھا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ سے لے کر اب تک انہوں نے چار خلفاء کے ساتھ ذاتی تعلق رکھا اور ان کو جماعت کی خدمت کی توفیق بھی ملتی رہی۔ یہاں مجھ سے ملاقات تو ان کی نہیں ہوئی تھی لیکن خط وکتابت کے ذریعہ سے یہ ہمیشہ اپنا اظہار کرتی تھیں۔ ان کے بچوں نے بھی یہی لکھا ہے اور خود مجھے بھی جب ان کے خط آتے تھے تو ان کے خطوط میں غیر معمولی اظہار ہوتا تھا۔ صرف باتوں کی حد تک نہیں بلکہ حقیقت میں نظر آتا تھا کہ خلافت کے ساتھ ان کا اخلاص اور وفا کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بھی اس تعلق کو قائم کرنے کی توفیق دے۔

ان کے بڑے بیٹے خالد سعید صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں صرف یہ کہا کرتی تھیں کہ تعلق باللہ پر ہمیشہ قائم رہو کہ تعلق باللہ ایسا ہو جیسے اللہ آپ کے سامنے دوست کی طرح ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچا عشق کرو۔ خود بھی کیا اور بچوں کو کہا یہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت سے گہری روحانی وابستگی خود بھی رکھی اور بچوں کو نصیحت کی۔ خلافت سے گہرا تعلق، مکمل اطاعت خود بھی کی اور ہمیں بھی سکھائی۔ جماعت کی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہتی تھیں۔ چھوٹی عمر سے ہی نمازوں اور اسلامی باتوں پر باقاعدہ عمل کرنے کی تلقین کیا کرتی تھیں اور ہمیں اس کی عادت ڈالی۔ راہ چلتے خدمت خلق کرتیں اور کہا کرتی تھیں لوگوں کیلئے آسانیاں پیدا کرو۔ مالی قربانی کی طرف خاص توجہ تھی۔ مالی قربانی کرنے کے بعد پھر گھر کا خرچ چلاؤ۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرتیں اور اس کی ہمیں بھی تلقین کرتیں۔ صلہ رحمی اور ہر امیر غریب رشتہ داروں سے مضبوط جو تعلق رکھنا ان کا خاص امتیاز تھا اور ہمیں بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ دعوت الی اللہ کیلئے ہمہ تن تیار رہتی تھیں۔ تہجد پڑھنے کی ہمیں بار بار تلقین کرتیں۔ علم بڑھانے کیلئے ہم سے درس دلواتی تھیں اور یہی کہا کرتی تھیں کہ ہر وقت مسکراتے رہو اور کسی کا برا نہ چاہو۔ مہمان نوازی اور اکرام ضیف کوٹ کوٹ کر ان میں بھرا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر داؤد سلیمان بٹ صاحب جرمنی کا ہے جو 46 سال کی عمر میں کینسر کی وجہ سے وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے پڑدادا حضرت عبدالحکیم بٹ صاحب کے ذریعہ احمدیت ان کے خاندان میں آئی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کی اہلیہ سمیرا داؤد صاحبہ کہتی ہیں۔ ہمیشہ جماعت کی خدمت کرنے کیلئے تیار رہتے۔ یہی کوشش ہوتی کہ کسی طرح جماعت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرسکیں۔ حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے انسان تھے۔ سب جاننے والوں کا بھی یہی کہنا ہے کہ ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی اور صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور ہر وقت خدمت کیلئے تیار رہنے والے تھے۔ یہاں جرمنی میں حفاظت خاص کی ڈیوٹی دیا کرتے تھے اور ان کی ٹیم کے جو ممبران ہیں انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ بڑی بشاشت سے اور پوری ذمہ داری سے ڈیوٹی ادا کیا کرتے تھے اور ایک خوبی ان کی یہ تھی کہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ بڑی خوش اسلوبی سے انہوں نے ہمیشہ ڈیوٹی ادا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ بھی عطا فرمائے اور ان کے بچوں کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔

اگلا ذکر زاہدہ پروین صاحبہ اہلیہ غلام مصطفی اعوان صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ کا ہے جو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کی بیٹی ہبۃ الکلیم صاحبہ جو ہمارے مبلغ جمیل تبسم بشکرتستان رشیا کی اہلیہ ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میری والدہ اللہ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھیں۔ موصیہ تھیں۔ ان کے گھر اور خاندان میں احمدیت ان کے والد اور والدہ کے دادا دیوان بخش صاحب اعوان کے ذریعہ سے آئی تھی۔ کہتی ہیں میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کبھی بھی تہجد کی نماز کو ضائع ہوتے نہیں دیکھا اور بچوں کو بھی ہمیشہ اس بات کی تلقین کرتیں کہ جماعت اور خلافت احمدیہ سے ہمیشہ والہانہ عقیدت رکھو۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ تین داماد ان کے واقف زندگی ہیں اور دو بیٹیاں جو مبلغین سے بیاہی ہوئی ہیں اپنے خاوندوں کے ساتھ ملک سے باہر تھیں اس لیے آخری وقت میں اپنی والدہ کے پاس نہیں آسکیں، دیکھ نہیں سکیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی نیکیاں ان کی اولاد کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر رانا عبدالوحید صاحب لندن ولد چودھری عبدالحی صاحب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد کا ہے۔ 26 / جون کو ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا تو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور انصار اللہ میں انہوں نے بڑی تن دہی سے کام کیا۔ اس کے علاوہ مسجد فضل کے سیکرٹری مال اور سیکرٹری ضیافت کے طور پر بھی خدمت انجام دے رہے تھے۔ بڑے محنتی کارکن تھے اور بڑی خوشی سے تمام خدمات کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی، لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اگلا ذکر الحاج میر محمد علی صاحب سابق امیر جماعت بنگلہ دیش کا ہے۔ یہ 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ مقامی اور نیشنل جماعت میں کئی عہدوں پر فائز رہے۔ 1997ء سے 2003ء تک بطور نیشنل امیر بنگلہ دیش خدمت کی توفیق پائی۔ پھر سیکرٹری رشتہ ناطہ اور سیکرٹری تبلیغ کی ذمہ داری سرانجام دی۔ 2013ء سے آخر دم تک بطور امیر جماعت ڈھاکہ خدمت بجالاتے رہے۔ ان کے دور امارت میں بنگلہ دیش جماعت نے کافی ترقی کی ہے، خاص طور پر جماعت کی جائیداد اور تعمیرات کا بڑا کام ہوا ہے۔ مرکزی مشن ہاؤس بھی انہوں نے بنوایا تھا۔ پھر مساجد وغیرہ بھی بہت بنوائیں۔ بہت نیک، مخلص، دیندار، تہجد گزار، ہمدرد، دعا گو، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، بہت ہی غریب پرور، نافع الناس وجود تھے۔ خلافت کے شیدائی اور جماعت کے فعال خادم تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد ان سب کے جنازہ غائب ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

126 واں جلسہ سالانہ قادیان

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 24، 25 اور 26 / دسمبر 2021ء (بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں تا کہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 369)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حدیث وسیرۃ کی روایتوں میں ایک بنیادی فرق

اس اصولی بحث کے ختم کرنے سے قبل یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ گومسلمان مصنفین نے اپنی روایات کی پڑتال میں روایت ودرایت ہردوقسم کے اصول کوعلیٰ قدر مراتب ملحوظ رکھا ہے مگرانہوں نے ہرقسم کی روایت کیلئے ایک ہی معیار نہیں رکھا بلکہ وہ ایک دانشمند محقق کی طرح اس غرض وغایت کے مناسبِ حال جس کیلئے کوئی روایت مطلوب ہوتی تھی اپنے معیار کونرم یا سخت کرتے رہے ہیں۔یعنی بعض علوم میں انہوں نے اپنا معیار سخت رکھا ہے اور بعض میں نرم۔مثلاً حدیث میں جہاں عقائد واعمال کا تعلق تھا محدثین نے بڑی سختی کیساتھ روایات کو پرکھا ہے اوراپنے معیار کو بہت بلند رکھا ہے لیکن سیرۃ وتاریخ وغیرہ میں اتنی سختی نہیں کی۔ چنانچہ علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ اپنی سیرۃ میں لکھتے ہیں کہ:

لَا یَخْفٰی اَنَّ السِّیَرَ تَجْمَعُ الصَّحِیْحَ وَالضَّعِیْفَ وَالْمُرْسَلَ وَالْمُنْقَطِعَ ’’یعنی یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ سیرۃ کی روایتوں میں صحیح اورضعیف اورمرسل اورمنقطع سبھی قسم کی روایتیں شامل ہیں۔‘‘

اور پھر امام احمد بن حنبل اور دوسرے ائمہ حدیث کی زبانی اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اِذَارَوَیْنَا فِی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ شَدَّدْنَا وَاِذَا رَوَیْنَا فِی الْفَضَائِلِ وَنَحْوِھَا تَسَاھَلْنَا ’’یعنی ہمارا اصول یہ ہے کہ جب ہم حلال وحرام کے مسائل کیلئے کوئی روایت بیان کرتے ہیں تو ہم اس کی تحقیق میں بڑی سختی سے کام لیتے ہیں۔لیکن فضائل اورسیرۃ میں اپنے معیار کونرم کردیتے ہیں۔‘‘

اوراس اصول کی مزید تشریح یوں کرتے ہیں کہ اَلَّذِیْ ذَھَبَ اِلَیْہِ کَثِیْرٌ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ اَلتَّرَخُّصُ فِی الرَّقَائِقِ وَمَا لَا حُکْمَ فِیْہِ مِنْ اَخْبَارِ الْمَغَازِیْ وَمَا یَجْرِیْ مَجْرٰی ذَالِکَ وَ اِنَّہٗ یُقْبَلُ فِی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لِعَدَمِ تَعَلُّقِ الْاَحْکَامِ بِھَا ’’یعنی اکثر اہلِ علم نے یہی طریق رکھا ہے کہ ایسی باتیں جن میں شرعی احکام نہ بیان ہوں جیسے سیرۃ مغازی وغیرہ اُن میں اپنے معیار کونرم رکھنا چاہئے، کیونکہ ان اُمور میں ہم ایسی روایتوں کوبھی قبول کرسکتے ہیں جنہیں دینی اورفقہی احکام کے معاملہ میں قبول نہیں کرسکتے۔‘‘

امام احمد بن حنبلؒ نے اس اصول کی تشریح میں ایک لطیف مثال بھی بیان کی ہے؛ چنانچہ فرماتے ہیں:اِبْنُ اِسْحَاقَ رَجُلٌ نَکْتُبُ عَنْہُ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْث یَعْنِی الْمَغَازِیْ وَنَحْوَھَا وَ اِذَا جَاءَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اَرَدْنَا قَوْمًا ھٰکَذَاوَ قَبَضَ اَصَابِعَ یَدَیْہِ الْاَرْبَعَ ’’یعنی ابنِ اسحاق، صاحبِ سیرۃ ومغازی بے شک اس رتبہ کے آدمی ہیں کہ ہمیں ان سے سیرۃ وتاریخ میں روایت لیتے ہوئے تامل نہیں ہونا چاہئے،لیکن جب حلال وحرام کے مسائل کا سوال ہوتوہمیں ایسے آدمی چاہئیں ۔ یہ کہہ کرانہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چار انگلیاں مضبوطی کے ساتھ ملاکر باہم جفت کرلیں۔جس سے مراد یہ تھی کہ حدیث میں ایسے راوی درکار ہیں جن میں کوئی رخنہ نہ نکالا جاسکے۔‘‘

الغرض حدیث وسیرۃ کی روایتوں کے معیار میں ہمیشہ سے ایک اصولی فرق مدِّنظر رکھا گیا ہے اور یہی ہونا چاہئے تھا، کیونکہ حدیث میں جس کی روایت نے دین کی بنیاد بننا تھا سخت معیار رکھنا ضروری تھا تاکہ کوئی کمزور روایت حدیث کے ذخیرہ میں راہ پاکر دینی فتنہ کا باعث نہ بنے،لیکن سیرۃ وتاریخ میں یہ پہلو ایسا خطرناک نہیں تھا۔بلکہ سیرۃ وتاریخ میں زیادہ قابلِ توجہ یہ بات تھی کہ اساسی مواد جمع ہوجائے جس میں بعد میں اصولِ مقررہ کے ماتحت چھان بین کی جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی کُتب حدیث کا روایتی پہلو کتب سیرۃ ومغازی وغیرہ کی نسبت بہت زیادہ مضبوط اور بلند سمجھا گیا ہے۔مگر یہ کوئی نقص نہیں ہے بلکہ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا تاکہ جہاں ایک طرف دین کو فتنہ و اختلاف سے بچایا جاتا وہاں تاریخ میں جامعیت قائم رہتی۔خوب سوچ لوکہ تاریخ کیلئے یہی پالیسی مناسب تھی۔سوائے اسکے کہ کوئی روایت بالبداہت غلط اور باطل ہو ہروہ روایت لے لی جاوے تاکہ بعد کی تحقیق اور ریسرچ کیلئے ایک بنیادی ذخیرہ محفوظ ہوجائے مگر حدیث کیلئے یہ پالیسی سخت نقصان دہ تھی، کیونکہ اس کیلئے ضروری تھا کہ معیار کوایسا سخت رکھا جائے کہ خواہ کوئی مضبوط روایت گرجائے مگر بہرحال جوحدیث لی جائے وہ پختہ اور قابلِ اعتماد ہو۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ احادیث کا سارا مجموعہ غلطی سے پاک ہے یا یہ کہ سیرت وتاریخ کا مجموعہ کمزور روایات پر مبنی ہے بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ بالعموم حدیث کا معیار سیرۃ و تاریخ سے بالا وبلند ہے۔اوراسی لیے مسلمان مؤرخین میں سے جولوگ زیادہ محقق گذرے ہیں انہوں نے سیرۃ وتاریخ کے واقعات کیلئے ان روایات کوترجیح دی ہے جودینی مسائل کے ضمن میں کتب حدیث میں مروی ہوئی ہیں۔ اور مصنف کتاب ہذا کا بھی اس تصنیف میں یہی مسلک رہا ہے۔

کتب اصولِ حدیث

روایت کا جوعلم مسلمانوں نے ایجاد کیا جس کے اندر اصول روایت ودرایت دونوں شامل ہیں وہ عموماً علم اصولِ حدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس علم کے متعلق بہت سی تصنیفات پائی جاتی ہیں جن میں متقدمین اور متاخرین ہردو کی تصانیف شامل ہیں مگر آجکل جوکتب اس فن میں زیادہ معروف ومتداول ہیں جن میں اکثر متقدمین کی تحریرات کا خلاصہ آ گیا ہے وہ یہ ہیں:

(1)علوم الحدیث المعروف بمقدمہ ابن صلاح مصنفہ حافظ ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمن المعروف بابن صلاح المتوفی 643ھ۔

(2)فتح المغیث فی اصول الحدیث مصنفہ حافظ زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی المتوفی 705ھ۔

(3)شرح الفیتہ العراقی فی اصول الحدیث مصنفہ محمد بن عبدالرحمن السخاوی المتوفی 902ھ۔

(4)موضوعاتِ کبیر مصنّفہ نورالدین ملّاعلی بن محمد سلطان القاری المتوفی 1016ھ۔

ان کتب میں روایت ودرایت ہردو کے اصول پوری شرح وبسط کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ہر پہلو کے متعلق متعدد مثالیں دے دے کر بات کوواضح کیا گیا ہے۔مؤخرالذکر کتاب حقیقۃً موضوع روایتوں کے بیان میں ہے مگر ضمناً اصولِ حدیث کی بحث بھی آجاتی ہے۔

مصطلحاتِ حدیث

فنِ اصولِ حدیث یاعِلم روایت کے ضمنی علوم میں دوعِلم خاص طور پرقابلِ ذکر ہیں۔اعنی علم مصطلحات حدیث اورعلم اسماء الرجال۔مقدم الذکر عِلم میں حدیث کی اصطلاحات کا بیان ہوتا ہے جن سے یہ پتہ لگتا ہے کہ مختلف اعتبار سے حدیث کی کتنی قسمیں ہیں اور اِن کے کیا کیا نام ہیں اور ہر حدیث کی ایک قسم دوسری اقسام کے مقابل پر کیا وزن رکھتی ہے اس علم کے ماتحت حدیث کی جواقسام مختلف جہات سے مقرر کی گئی ہیں،اُن میں سے زیادہ معروف یہ ہیں:

متواتر۔مشہور۔عزیز۔غریب۔شاذ۔منکر۔صحیح۔حَسَن۔ضعیف۔متروک۔موضوع۔مرفوع۔موقوف۔مقطوع۔متصل۔منقطع۔معلق۔مرسل۔معضل۔معلل۔مدلس۔مضطرب۔مدرج۔قولی۔فعلی۔تقریری۔قدسی وغیرہ وغیرہ۔

اس عِلم میں بھی متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں اس وقت زیادہ معروف ومتداول یہ ہیں:

(1)نُزْھَۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مصنفہ ابوالفضل احمد ابن حجر عسقلانی المتوفی 852ھ۔

(2) الیواقیت والدرر مصنّفہ شیخ عبد الرؤف المنادی المتوفی 1031ھ۔

اسماء الرجال

فنِ اسماء الرجال اس علم کا نام ہے جس میں حدیث وسیرت وغیرہ کے راویوں کے حالاتِ زندگی کو تنقیدی نظر کے نیچے لاکر ایک جگہ جمع کردیا گیا ہے تاکہ جب بھی کوئی روایت سامنے آوے تو اس کے سلسلہ رواۃ کا امتحان کیا جاسکے۔اس سے ظاہر ہے کہ یہ علم بہت وسیع اور پھیلا ہوا ہے حتیٰ کہ بقول سرولیم میوراس علم کے ذریعہ چالیس ہزار راویوں کے حالاتِ زندگی ضبط میں آ گئے ہیں۔ جو یقینا دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر ریکارڈ ہے۔ یہ مجموعہ سرسری حالات کا ذخیرہ نہیں ہے بلکہ صحیح تنقیدی اصول کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔جس میں ہرراوی کی تاریخ ولادت، تاریخ وفات، جائے رہائش، حالاتِ زندگی، عادات واطوار، علمی قابلیت، ذہن، حافظہ اورسمجھ، دیانت و امانت، طریقِ روایت کی خصوصیات، استادوں کے نام، شاگردوں کے نام، ہمعصروں کے نام وغیرہ وغیرہ پوری صحت اورتعیین کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلا شخص جس نے اس علم کی طرف باقاعدہ فن کے رنگ میں توجہ کی وہ شعبہ بن الحجاج المتوفی 160ھ تھے۔ان کے بعد امام یحییٰ بن سعید القطان المتوفی 198ھ نے اس علم کواورترقی دی اور سب سے پہلا مجموعہ تیار کیا۔بعدہ علّامہ احمد بن عبداللہ العجلی المتوفی 261ھ نے اورامام عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی المتوفی 327ھ نے اس فن میں مفید کتابیں لکھیں اورہردو نے اپنی تصانیف کا نام کتاب الجرح و التعدیل رکھا۔مگر اس فن میں متقدمین کی کتب میں سب سے زیادہ جامع اور مستند کتاب الکامل فی معرفۃ الضعفاء والمتروکین مصنّفہ ابواحمد عبداللہ بن محمد ابن عدی المتوفی 365ھ تھی۔ان کے علاوہ حافظ عقیلی اور امام دارقطنی وغیرہ نے بھی اس فن میں کتابیں لکھی ہیں مگرافسوس ہے کہ ان میں سے اکثر کتب اب ناپید ہو چکی ہیں گوبعد کی کتب میں ان سب کے کثرت کے ساتھ حوالے آتے ہیں۔

بعد کی کتب میں سے جوابتدائی کتب پر مبنی ہیں مندرجہ ذیل کتابیں زیادہ معروف ومتداول ہیں:

(1)الکمال فی معرفۃ الرجال مصنّفہ حافظ عبد الغنی بن عبدالواحد المقدسی المتوفی 600ھ۔

(2)تہذیب الکمال فی معرفۃ الرجال مصنّفہ حافظہ جمال الدین یوسف بن زکی المزی۔ المتوفی 722ھ۔

(3)میزان الاعتدال فی نقدالرجال (تین جلد) مصنّفہ حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی۔ المتوفی 748ھ۔

(4)تہذیب التہذیب (بارہ جلد) مصنّفہ حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی 852ھ۔

(5)استیعاب فی معرفۃ الاصحاب (2 جلد) مصنّفہ حافظ ابوعمرو یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی المتوفی 463ھ۔

(6)اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ (5 جلد) مصنفہ حافظ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم المعروف ابن اثیر الجزری المتوفی 630ھ۔

(7)اصابہ فی معرفۃ الصحابہ (10 جلد) مصنّفہ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی 852ھ۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اوپر کی فہرست میں مؤخرالذکر تین کتابیں دراصل فن اسماء الرجال سے تعلق نہیں رکھتیں بلکہ محض صحابہ کے حالات میں ہیں لیکن چونکہ یہ دونوں علوم آپس میں بڑی حدتک ملتے ہیں اس لئے ہم نے ان کتب کواس فہرست میں شامل کرلیا ہے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 22 تا 26، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(376) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ آتھم کے مباحثہ کے قریب ہی کے زمانہ میں ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کے ایک ملازم لڑکے مسمی چراغ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیان کیا کہ باہر دو میمیں آئی ہیں۔ حضرت صاحب اس وقت چھت کے صحن پر ٹہل رہے تھے۔ فرمایا کیوں آئی ہیں؟ اس نے اپنے اجتہاد کی بنا پر کہہ دیا کہ بحث کرنے کیلئے آئی ہیں۔ حضور فوراً اپنا چغہ پہن کر اور عصا ہاتھ میں لے کر نیچے اُترے اور احمدیہ چوک میں تشریف لے گئے۔ جب ان میموں نے حضور صاحب کو دیکھا تو کہا کہ مرزا صاحب ہم نے فلاں گاؤں میں جانا ہے ہمارے لئے کوئی سواری کا انتظام کر دیں۔ موجودہ یکہ کو ہم یہیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت صاحب نے کسی خادم کو اس کا انتظام کرنے کا حکم دیا اور خود واپس گھر میں تشریف لے آئے۔ دراصل ان میموں نے بطور رئیس قصبہ کے آپ سے یہ امداد مانگی تھی مگر چراغ نے یہ سمجھ کر کہ حضور ہمیشہ عیسائیوں کے ساتھ مباحثات میں مصروف رہتے ہیں اپنی طرف سے یہ اجتہاد کر لیا کہ یہ میمیں بھی اسی کام کیلئے آئی ہیں۔

(377) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کیلئے نیا کرتہ بنوالاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اس وقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی۔ لیکن محبت کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اُترا ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(378) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اسکی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کیلئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(380) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم.اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں بالا خانہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کیلئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بہت خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(381) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کیلئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔

(382) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا۔ خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تا کہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلے ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے۔ اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا، نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کی عجیب شان ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف تو اسباب کی اتنی رعایت کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کی نظر میں انہی اسباب کے ہاتھ میں سارا قضاء وقدر کا معاملہ ہے اور اگر ان کی رعایت نہ رکھی گئی تو پھر کام نہیں بن سکتا اور دوسری طرف ان کو خدا کی ذات پر اس درجہ توکل ہوتا ہے کہ اسباب کو وہ ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتے ہیں اور ایک سطحی نظر رکھنے والا انسان اس حالت کو دیکھ کر حیرانی میں پڑ جاتا ہے لیکن دراصل بات یہ ہوتی ہے کہ جس قدر بھی رعایت وہ اسباب کی رکھتے ہیں وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ اسباب کے ہاتھ میں کوئی قضاء وقدر کی چابیاں ہیں بلکہ اس لئے ہوتی ہیں کہ اسباب خدا کے پیدا کردہ ہیں اور خدا کا احترام یہ چاہتا ہے بلکہ یہ خدا کا حکم ہے کہ اسکے پیدا کردہ اسباب کی رعایت ملحوظ رکھی جاوے۔ پس چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت میں سب سے اعلیٰ مقام پر کھڑے ہوتے ہیں اس لئے اسباب کی رعایت رکھنے میں بھی وہ دوسروں سے فائق نظر آتے ہیں۔ لیکن اصل بھروسہ ان کا خدا کی ذات کے سوا اور کسی چیز پر نہیں ہوتا اور دراصل یہی وہ توحید کا نکتہ ہے جس پر قائم کرنے کیلئے انبیاء مبعوث ہوتے ہیں اور غور کیا جاوے تو یہ مقام کوئی آسان مقام نہیں بلکہ ہر وقت کا مجاہدہ اور نہایت پختہ ایمان چاہتا ہے عموماً لوگ اسباب کو کام میں لاتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ اسباب کو جو بھی طاقت اور اثر حاصل ہے وہ سب خدا کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے اور اپنی ذات میں وہ ایک مُردہ کیڑے سے بھی بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتے اور یہ کمزوری ایک حد تک ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صرف رسمی طور پر خدا کو نہیں مانتے بلکہ واقعی اور حقیقتاً دل کی بصیرت کے ساتھ اس پر ایمان لائے ہیں۔ ہر شخص اپنے دل کے اندر غور کر کے دیکھے کہ جب اس کا کوئی قریبی عزیز سخت بیمار ہو جاتا ہے یا اسکے خلاف کوئی نہایت سنگین مقدمہ کھڑا ہو جاتا ہے یا وہ کسی ایسے قرضہ یا مالی بوجھ کے نیچے دب جاتا ہے کہ جو اس کی طاقت سے باہر ہے اور جس کے ادا نہ ہونے کی صورت میں اسے اپنی یقینی تباہی نظر آتی ہے تو وہ کس طرح بے تاب ہو کر ڈاکٹروں کی طرف بھاگتا اور علاج معالجہ میں منہمک ہو جاتا ہے یا وہ کس طرح وکیلوں کے پیچھے پیچھے جاتا اور ان کو باوجود ایک بڑی رقم بطور فیس کے دینے کے ان کی خوشامد اور منت سماجت کر کے ان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور بعض اوقات اگر موقعہ پائے تو عدالت کی خوشامد کرتا اور سفارشوں کے ذریعہ اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا وہ کس طرح سرمایہ داروں کے در کی جبہ سائی کرنا اور ان سے روپیہ حاصل کر کے اپنی مالی مصیبت سے رہائی پانے کی راہ تلاش کرتا ہے اور یہ ساری کارروائی وہ اس طرح منہمک ہو کر کرتا ہے کہ گویا خدا تو صرف ایک نام ہی نام ہے اور اصل حاجت براری کا موجب یہی اسباب ہیں کیونکہ اسباب کے میسّر نہ آنے پر وہ مایوس ہونے لگتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ بس اب اس کی رہائی کی کوئی صورت نہیں اور یہی وہ مخفی شرک ہے جس سے نجات دینے کیلئے انبیاء مبعوث ہوتے ہیں جو آکر یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسباب کو اختیار کرو کیونکہ وہ خدا کے پیدا کردہ ہیں اور خدا کی حکمت ازلی نے ان کے اندر تاثیرات ودیعت کی ہیں۔ جن سے تم فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔ لیکن ساتھ ہی ہر وقت تمہارے دل اس یقین سے معمور رہیں کہ تمام طاقتوں اور قدرتوں کا منبع ذات باری تعالیٰ ہے۔ اور اگر اس منبع سے چشمہ فیض بند ہو جاوے تو یہ اسباب ایک مُردہ کیڑے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ تم ایمان لاؤ کہ کونین ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ ایمان تمہارے دلوں میں قائم ہو کہ اس کی یہ خاصیت خدا کی طرف سے ہے۔ خود بخود نہیں۔ اور اگر خدا چاہے تو اس سے اس کی یہ خاصیت چھین کر ایک مٹی کے ڈلے میں وہی خاصیت پیدا کر دے یا محض اپنے حکم سے بلا کسی درمیانی سبب کے وہ نتائج پیدا کر دے جو کونین پیدا کرتی ہے۔ یہ ایمان کہنے کو تو ہر مومن کے دل میں ہوتا ہے لیکن کم ہیں بہت ہی کم ہیں جن کے دل عملاً اس ایمان کی زندہ حقیقت سے منور ہوتے ہیں۔ اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ بعض لوگ تو اسباب کو ترک کر دیتے ہیں کہ جو ہونا ہے وہ ہو رہے گا۔ اور اس طرح خدا کے پیدا کردہ سامانوں کی بے حرمتی کر کے خدا کی ناراضگی کا نشانہ بنتے اور نقصان اُٹھاتے ہیں اور بعض اس طرح اسباب پر گرتے ہیں کہ گویا خدا کچھ بھی نہیں اور جو کچھ ہونا ہے ان اسباب سے ہونا ہے یہ دونوں گروہ راہ صواب سے دُور اور پردہ ظلمت میں مستور ہیں۔ اور حق پر صرف وہی ہے جو انبیاء کی سنت پر چل کر اسباب کی پوری پوری رعایت رکھتا ہے مگر اس کا دل اس زندہ ایمان سے معمور رہتا ہے کہ ان اسباب کے پیچھے ایک اور طاقت ہے جس کے اشارہ پر یہ سب کارخانہ چل رہا ہے اور جس کے بغیر یہ سب اسباب بالکل مردہ اور بے تاثیر ہیں۔ مگر یہ مقام ایمان کا ایک بڑے مجاہدہ کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اس پر قائم رہنا بھی ہر وقت کا مجاہدہ چاہتا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(383) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں انٹرنس کا امتحان دے کر 1897ء میں قادیان آیا تو نتیجہ نکلنے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر مجھ سے پوچھا کرتے تھے کہ کوئی خواب دیکھا ہے؟ آخر ایک دن میں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں گلاب کے پھول دیکھے ہیں۔ فرمانے لگے اس کی تعبیر تو غم ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ میں اس سال امتحان میں فیل ہو گیا۔ نیز ویسے بھی جن دنوں میں کوئی اہم امر حضور کے زیر نظر ہوتا تھا تو آپ گھر کی مستورات اور بچوں اور خادمہ عورتوں تک سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو بڑے غور اور توجہ سے اسے سنتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آج کل کی مادیت کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ لوگ خوابوں کے قائل نہیں رہے اور انہیں کلیۃً جسمانی عوارض کا نتیجہ سمجھتے ہیں حالانکہ گو اس میں شک نہیں کہ بعض خوابیں جسمانی عوارض کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں لیکن یہ بھی ایک ابدی حقیقت ہے کہ خدا کی طرف سے آئندہ ہونے والے امور یا مخفی باتوں کے متعلق خواب میں نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ جو وقت پر پورے ہو کر خوابوں کی سچائی پر مہر تصدیق کا کام دیتے ہیں اور ان سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی آدمی دوسری محسوس ومشہود چیزوں کا انکار کر دے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب ہمیشہ اپنے تعلیمی امتحانوں میں اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہوتے رہے ہیں اور ان کا اس دفعہ انٹرنس میں فیل ہونا اس وجہ سے تھا کہ اس سال چونکہ لیکھرام کے قتل کی وجہ سے ہندوؤں میں بہت سخت مخالفت تھی اس لئے بہت سے مسلمان بچے ہندو ممتحنوں کے غیظ وغضب کا شکار ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں بچوں کو امتحان کے پرچوں پر اپنے نام لکھنے پڑتے تھے جس سے ممتحن کو ہندو مسلمان کا پتہ چل جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18
Mob: 9647960851
9082768330
طالب دعا : جانِ عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

جب احمدیت کا غلبہ ہوگا تو اُس وقت بھی پوری دُنیا میں ایک حکومت نہ ہوگی

الگ الگ حکومتیں ہونگی، ان کے ملکی قوانین اسلامی قوانین سے نہیں ٹکرائیں گے

خلافت حقہ اسلامیہ ساری دنیا میں ایک ہی ہوگی اور تمام حکومتیں علمی اور روحانی اعتبار سے خلیفۂ وقت سے رہنمائی حاصل کریں گی

ان کے سیاسی معاملات میں خلیفۂ وقت کا کوئی دخل نہیں ہوگا اور کوئی خلیفہ خود فوج لے کر کسی حکومت پر حملہ آور نہیں ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:6)

سوال **مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی طرف سے تیار کردہ تربیتی امور سے متعلق سوال و جواب پر مشتمل مسودہ میں ایک سوال کہ احمدیت کے غلبہ کی صورت میں دنیا کی سیاسی فضا کیسی ہوگی؟** کے بارے میں رہنمائی فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 26/مئی 2018ء میں فرمایا:

جواب سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی دو حکومتوں کے آپس میں لڑنے اور باقیوں کو ان کے درمیان صلح کروانے کا جو حکم دیا ہے اس میں دراصل یہ پیشگوئی بھی ہے کہ جب ساری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو جائے گا تو اس وقت بھی ساری دنیا میں ایک حکومت نہیں ہوگی بلکہ الگ الگ حکومتیں ہوں گی۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب احمدیت کا غلبہ ہوگا تو دنیا میں سیاسی لحاظ سے اگرچہ الگ الگ حکومتیں ہوں گی جن کے ملکی قوانین اسلامی قوانین سے نہیں ٹکرائیں گے۔ لیکن اس زمانہ میں سیاست اور روحانیت کے معاملات الگ الگ طے ہوں گے۔ خلافت حقہ اسلامیہ تو ساری دنیا میں ایک ہی ہوگی اور تمام حکومتیں علمی اور روحانی اعتبار سے خلیفۂ وقت سے رہنمائی حاصل کریں گی۔ لیکن ان کے سیاسی معاملات میں خلیفۂ وقت کا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ اور کوئی خلیفہ خود فوج لے کر کسی حکومت پر حملہ آور نہیں ہوگا۔

سوال **ایک دوست نے سوال کیا کہ نماز میں التحیات پڑھتے وقت جب ہم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہتے ہیں تو کہیں ہم شرک کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ہوتے کیونکہ یہ الفاظ تو زندہ انسانوں کے لیے بولے جاتے ہیں؟** اس سوال کا جواب عطا فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 06/جون 2018ء میں فرمایا:

جواب مستند احادیث سے ثابت ہے کہ تشہد میں پڑھی جانے والی یہ دعا آنحضور ﷺ نے خود صحابہ کو سکھائی اور فرمایا کہ جب تم یہ دعا کرو گے تو تمہاری یہ مناجات زمین و آسمان میں موجود اللہ کے ہر نیک بندہ تک پہنچ جائیں گی۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان)

گویا حضور ﷺ نے خود یہ وضاحت فرما دی کہ تمہاری یہ دعا زندہ لوگوں کو بھی پہنچ رہی ہے اور جو وفات پا چکے ہیں انہیں بھی تمہاری دعا کی برکتیں مل رہی ہیں۔ پس اس قسم کی دعاؤں میں جو مخاطب کا صیغہ یا حرف ندا وغیرہ استعمال ہوتا ہے، اس سے کسی قسم کے وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ ہماری دعا کا مخاطب تو فوت ہو چکا ہے، اس لیے کہیں یہ شرک نہ شمار ہو۔

اس میں شرک والی کوئی بات نہیں، کیونکہ جس طرح اس دنیا میں ایک شخص کی آواز کو دوسرے شخص تک پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو ذریعہ بنایا ہے، اسی طرح روحانی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہماری مناجات کو فوت شدگان تک پہنچانے کیلئے اپنے فرشتوں کو ذریعہ بنایا ہے۔ چنانچہ جب ہم قبرستان جاتے ہیں تو وہاں پر جو دعا پڑھتے ہیں، اس کی ابتدا بھی ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ'' سے ہی ہوتی ہے، جس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ ہم ان مردوں کو دیکھ رہے ہوتے ہیں یا وہ ہمارے سامنے موجود ہوتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ جو کہا جاتا ہے کیا اسے مردے سنتے ہیں؟ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''دیکھو! وہ سلام کا جواب وعلیکم السلام تو نہیں دیتے، خدا تعالیٰ وہ سلام (جو ایک دعا ہے) ان کو پہنچا دیتا ہے۔ اب ہم جو آواز سنتے ہیں اس میں ہوا ایک واسطہ ہے لیکن یہ واسطہ مردہ اور تمہارے درمیان نہیں لیکن السلام علیکم میں خدا تعالیٰ ملائکہ کو واسطہ بنا دیتا ہے۔ اسی طرح درود شریف ہے کہ ملائکہ آنحضرت ﷺ کو پہنچا دیتے ہیں۔''

(اخبار بدر مؤرخہ 16/مارچ 1904ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فرط محبت یا فرط غم میں غائب کو ندا کی جاتی ہے اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت کا یہ ایک طریق ہے۔''

(الحکم مؤرخہ 10/فروری 1904ء)

سوال **ایک خاتون نے جنازہ کے ساتھ خواتین کے قبرستان جانے، تدفین کے وقت ان کے مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے یا گاڑیوں میں بیٹھے رہنے کے بارے میں حضور انور سے مسئلہ دریافت کیا۔** اس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 09/جون 2018ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا، حضور انور نے فرمایا:

جواب مستند احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے عموماً خواتین کو جنازہ کے ساتھ قبرستان جانے سے منع فرمایا ہے لیکن اس بارے میں خواتین پر بہت زیادہ سختی بھی نہیں کی گئی اور اگر کسی خاص وجہ سے کوئی عورت جنازہ کے ساتھ دیکھی گئی تو اس سے آنحضور ﷺ نے درگذر فرمایا۔

زمانہ جاہلیت میں میت پر نوحہ کا بہت زیادہ رواج تھا اور زیادہ تر نوحہ عورتیں ہی کیا کرتی تھیں۔ اسلام نے نوحہ کو حرام قرار دیا تو اس کے ساتھ ہی عورتوں کو بھی عموماً میت کے ساتھ قبرستان جانے سے منع کر دیا گیا تاکہ ان میں سے کوئی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے تدفین کے وقت واویلے کی صورت پیدا نہ کر دے۔ علماء سلف اور فقہاء نے بھی خواتین کے جنازہ کے ساتھ جانے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک اور آپ کے بعد خلفائے احمدیت کے زمانہ میں عموماً یہی طریق رہا ہے کہ جنازہ پڑھتے وقت عورتوں کو الگ انتظام کے ساتھ نماز جنازہ میں تو شامل ہونے دیا جاتا ہے لیکن تدفین کے وقت عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

پس کسی خاص وجہ کے علاوہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ قبرستان نہیں جانا چاہئے، لیکن اگر کسی مجبوری کے تحت خواتین کو جنازہ کے ساتھ قبرستان جانا پڑ جائے تو جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں تحریر کیا ہے انہیں تدفین کے وقت اپنی گاڑیوں میں ہی بیٹھے رہنا چاہیے اور قبر تیار ہونے پر مردوں کے وہاں سے ہٹ جانے کے بعد اگر وہ چاہیں تو قبر پر دعا کر سکتی ہیں۔

سوال **ایک دوست نے حضور انور کی خدمت اقدس میں حدیث ثقلین کی ثقاہت کے بارے میں کچھ روشنی ڈالنے کی درخواست کی۔** جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 29/جون 2018ء میں اس سوال کا درج ذیل بصیرت افروز جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب اس بارے میں دو قسم کی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ ایک میں كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ کے الفاظ آئے ہیں اور دوسری میں كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي کے الفاظ آئے ہیں۔

كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ والی روایات ثقہ اور مستند ہیں۔ قرآن کریم دراصل خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور حضور ﷺ کی سنت اس کلام کی عملی تفسیر ہے، جو دونوں لازم و ملزوم اور ہر قسم کے ظن سے پاک ہیں اور یہی وہ دو چیزیں ہیں جن کو مضبوطی سے تھامنے (یعنی ان کے احکامات پر عمل کرنے) والے کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی مؤطا میں اسے درج کیا ہے۔

جبکہ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي والی روایات کو اگرچہ صحاح ستہ میں سے بعض کتب نے روایت کیا ہے لیکن امام بخاری نے اسے اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ علمائے حدیث نے ان روایات پر روایتاً اور درایتاً بہت کلام کیا ہے۔ نیز اسماء الرجال کی کتب میں ان روایات کے راویوں پر بہت زیادہ جرح کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کی اسناد میں ضرور کوئی نہ کوئی ایسا راوی ہے جس کی ہمدردیاں اہل تشیع کے ساتھ تھیں۔

ان روایات کے ایک راوی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان قابل غور ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بہت کچھ جو میں نے حضور ﷺ سے سنا تھا بھول چکا ہوں۔

ان روایات کے ایک راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے مروی ایک مختصر روایت جو صحیح مسلم اور سنن ترمذی نے درج کی ہے اس میں كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي کے الفاظ بیان ہوئے ہیں لیکن حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت جب تفصیل کے ساتھ صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ نے درج کی تو ان میں کہیں وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي کے الفاظ درج نہیں کیے بلکہ صرف كِتَابَ اللّٰهِ کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

پس موطا امام مالک، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کی صرف وہ روایات قابل اعتماد اور روایتاً اور درایتاً قابل قبول ہیں جن میں کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کا ذکر ہے یا کتاب اللہ اور حضور ﷺ کی سنت پر چلنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور باقی سب ایسی روایات جن میں کتاب اللہ کے ساتھ أَهْلَ بَيْتِي یا وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي کے الفاظ آئے ہیں، وہ جیسا کہ علمائے حدیث اور ماہرین اسماء الرجال نے بیان کیا ہے، قابل قبول نہیں ہیں۔

سوال **ایک دوست نے حدیث اَلصَّلَاةُ الْمَكْتُوْبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ) کی روشنی میں دریافت کیا ہے کہ افراد جماعت کیلئے کسی**

غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا کیوں درست نہیں؟ اس سوال کا جواب عطا فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 05/اکتوبر 2018ء میں فرمایا:

جواب یہ مکمل حدیث سنن ابی داؤد کتاب الجہاد میں اس طرح درج ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ۔

گویا اس میں صرف نماز پڑھنے کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر امیر کی قیادت میں جہاد کرو اور ہر مسلمان کی نماز جنازہ ادا کرو۔ لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی سنت اس سے مختلف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مقروض کی، نہ خیانت کرنے والے کی اور نہ ہی خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ خود پڑھی۔

اسی لیے علمائے حدیث نے اس حدیث کی صحت پر کلام کیا ہے اور اس روایت کی سند پر کئی اعتراضات اٹھائے ہیں۔

علاوہ ازیں کتب احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ ''لَا يُؤَمَّنَّكُمْ ذُو جُرْأَةٍ فِي دِيْنِهِ'' یعنی کوئی ایسا شخص جو اپنے دین میں بے باک ہو گیا ہو یا دینی احکامات کا خیال نہ رکھتا ہو وہ تمہاری امامت ہرگز نہ کروائے۔

امامت کے حوالہ سے سب سے بڑھ کر وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کے بارہ میں فرمایا ہے کہ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔ یعنی اس وقت تمہارا امام تم میں سے ہی ہو گا۔ اور یہ حدیث کتب احادیث کی سب سے مستند کتب بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ فاسق فاجر کے پیچھے نماز پڑھو، یہ نہیں فرمایا کہ مکفر اور مکذب کے پیچھے نماز پڑھو۔ پس اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا مطلب صرف یہ ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دراصل ہمیں ایک انتظامی امر کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ جب اپنے لوگوں میں سے کسی کو امام بنا دیا جائے تو اس کے اعمال میں تجسس کر کے اس کی خامیاں تلاش کرنے کی کوشش نہ کیا کرو بلکہ پوری اطاعت کے ساتھ اس کی اقتدا میں نماز ادا کر کے اس کی قبولیت کا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا کرو۔

سوال **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ سوئٹزرلینڈ کی نیشنل مجلس عاملہ کی مورخہ 7/نومبر 2020ء کو ہونے والی Virtual ملاقات میں ایک ممبر عاملہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین انگوٹھیاں بنوائی تھیں، دو انگوٹھیاں ہم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک میں دیکھی ہیں، تیسری انگوٹھی کس کے پاس ہے؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب عطا فرماتے ہوئے فرمایا:

جواب أَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ والی انگوٹھی حضرت اماں جانؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دے دی تھی اور دوسری انگوٹھی جس پر غَرَسْتُ لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَقُدْرَتِيْ کا الہام درج تھا، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو دے دی تھی اور ''مولیٰ بس'' والی انگوٹھی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کو دے دی تھی۔ أَلَيْسَ اللهُ والی انگوٹھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دی تھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد یہ انگوٹھی جو بھی خلیفہ بنے گا، اس کو ملے گی اور بجائے ذاتی ہونے کے خلافت کو منتقل ہو جائے گی۔ لیکن جو دوسری دو انگوٹھیاں تھیں وہ دونوں بھائیوں نے اپنے پاس رکھی رکھیں۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی انگوٹھی جو تھی ان کی وفات کے بعد میرے والد صاحب کے پاس آئی۔ اسکے بعد میری والدہ نے ان کی وفات کے بعد مجھے دے دی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے جب خلافت کا منصب دیا تو میں نے وہ انگوٹھی پہننی بھی شروع کر دی۔ تیسری انگوٹھی جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے پاس تھی، وہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا مظفر احمد صاحب کو منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب کے کوئی اولاد نہیں تھی تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیٹی امۃ الجمیل صاحبہ اور محترم ناصر احمد سیال صاحب ابن حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کے بیٹے کو لے پالک بنایا تھا، اور وہ ان کے ساتھ رہا، ان کے گھر میں پلا بڑھا، تو اس کے بعد انہوں نے وہ انگوٹھی اس کو دے دی وہ آجکل امریکہ میں رہتا ہے۔

سوال **اسی ملاقات مورخہ 07/نومبر 2020ء میں ایک اور ممبر عاملہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور انور نے گذشتہ روز کے خطبہ جمعہ میں تیسری جنگ عظیم کا ذکر فرمایا تھا۔ اگر یہ جنگ ہوتی ہے تو کیا جماعت احمدیہ کے افراد بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب مثال تو یہ ہے ناں کہ آٹے کے ساتھ گھن بھی پستا ہے۔ ہم گھن تو نہیں ہیں لیکن جب دنیا پہ اثرات ہوں گے تو احمدی بھی اس کی زد میں آئیں گے لیکن ان کی بہت معمولی تعداد ہو گی۔ اسلام کی فتوحات کیلئے جو جنگیں ہوئی تھیں، اللہ تعالیٰ نے پیشگوئی کی تھی کہ جنگیں تم جیتو گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جنگیں جیتتے رہے لیکن کیا صحابہ شہید نہیں ہوتے رہے؟ اب بیماریاں آتی ہیں۔ ان بیماریوں کیلئے نشانات آرہے ہیں، زلزلے آرہے ہیں، طوفان آرہے ہیں۔ ان میں بعض دفعہ بعض احمدیوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کیے رکھیں گے تو جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

اگر ہمارا اللہ تعالیٰ سے تعلق صحیح ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے، اس کی تعلیم پہ عمل کرنے والے ہوں گے، اسکے بندوں کے حق ادا کرنے والے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمارے نقصانوں کو بہت کم کر دے گا۔ اور ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچا لے گا، اور دنیا کو پھر سبق ملے گا۔ لیکن اس سے پہلے اگر ہم یہ حق ادا کر رہے ہیں تو ہمیں دنیا کو بتانا ہو گا کہ ان آفات کی وجہ اور جنگ کی وجہ خدا سے دوری ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا نہ کرنے ہیں۔ اس لیے تم لوگ سنبھل جاؤ۔ جب جنگ عظیم ختم ہو گی تو لوگوں کو پتہ ہو گا کہ ہاں ایک طبقہ، ایک قوم، مسلمانوں کا ایک فرقہ، ایک جماعت ہمیں یہ تلقین کیا کرتی تھی، تب ان کا خدا تعالیٰ کی طرف رجوع پیدا ہو گا۔ اس وقت وہ آپ کی طرف آئیں گے۔

پس اگر تو ہم اپنے حق ادا کر رہے ہیں تو آئندہ جنگ عظیم کے بعد جو جماعت کی ترقی کے نشانات ہیں وہ ہم دیکھیں گے۔ اور اگر ہم حق ادا نہیں کر رہے اور ہمارا ابھی دنیاداروں کی طرح حال ہے، دنیا میں ڈوبے ہوئے ہیں، پانچ وقت کی نمازوں کو بھول گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کو بھول گئے ہیں، لوگوں کے حق ادا کرنے کو بھول گئے ہیں تو پھر ہم بھی (اس جنگ کے اثرات کی زد میں) چلے جائیں گے۔ ہماری کوئی گارنٹی تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہوئی ہے کہ تم نے بیعت کر لی ہے تو تم بچ جاؤ گے۔ بیعت کے ساتھ شرائط ہیں، وہ ہم پوری کریں گے تو بچ جائیں گے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آگ سے وہ بچائے جائیں گے جب تم شرائط پوری کرو گے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار کا اظہار صرف زبانی نہیں ہو گا بلکہ عملی اظہار ہو گا۔ تب تم بچائے جاؤ گے۔

سوال **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بنگلہ دیش کے مربیان کی مورخہ 08/نومبر 2020ء کو ہونے والی Virtual ملاقات میں ایک مربی صاحب نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ عموماً نوجوان طبقہ کاروبار یا ملازمت کے سلسلے میں شہر چلا جاتا ہے، جس سے دیہاتی جماعتوں میں کارکنان اور عہدیدار احباب کی کمی ہوتی جارہی ہے، اس حالت میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا جواب عطا فرماتے ہوئے فرمایا:

جواب یہ تو دنیا کا قانون ہے، ہر جگہ دنیا میں اسی طرح ہوتا ہے کہ جو Rural Area، دیہاتی ایریا ہے وہاں سے Urban Area میں Migration ہوتی ہے، شہری علاقہ میں Migration ہوتی ہے۔ اور جہاں قوموں نے ترقی کرنی ہوتی ہے یہ Natural چیز ہے۔ چھوٹے علاقے ہیں، قصبے ہیں، گاؤں ہیں ان کی آبادیاں تیزی سے بڑھ رہی ہوتی ہیں۔ اگر آبادیاں وہیں رہیں گی اور پڑھ لکھ کے شہر میں نہیں آئیں گی تو پھر ترقی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو نشانی ہے اس بات کی کہ شہروں میں ترقی کے مواقع زیادہ ہیں اور قوم ترقی کر رہی ہے۔ یا پڑھائی کے مواقع زیادہ ہیں اور وہ پڑھائی کر کے آگے بڑھ رہے ہیں۔

ہاں بنگلہ دیش میں آپ کی ایک Economist تھی اس نے Cottage Industry کا سسٹم شروع کیا تھا کہ بجائے باہر جانے کے دیہاتوں میں اور چھوٹے قصبوں میں Cottage Industry ہو اور لوگ وہیں کام کریں اور وہیں ان کو Investment کرنے کے مواقع میسر آجائیں۔ اگر ویسے کوئی مواقع میسر آجائیں تو بڑی اچھی بات ہے، جماعت کے لوگوں کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور پھر وہاں رہ کے کام کرنا چاہیے۔ لیکن جو بہت زیادہ پڑھے لکھے ہیں، جن کو تعلیم حاصل کر کے پھر آگے بڑھنے کے زیادہ مواقع میسر آرہے ہیں، انہوں نے تو ظاہر ہے باہر جانا ہے۔ پھر اس کا یہی علاج ہے کہ جو لوگ پیچھے رہ گئے ہیں وہ اپنا کام زیادہ سے زیادہ نبھانے کی کوشش کریں اور بیعتیں کرانے کی کوشش کریں، زیادہ تبلیغ کریں، لوگوں کو زیادہ جماعت کا تعارف کروائیں اور جو نوجوان نسل نیچے سے اٹھ رہی ہے، اطفال میں سے خدام میں آرہے ہیں ان میں احساس ذمہ داری پیدا کریں کہ وہ زیادہ سے زیادہ جماعت کا کام کر سکیں۔

دیکھیں حصول معاش کیلئے انہوں نے باہر جانا ہی جانا ہے۔ اسکا طریقہ یہی ہے کہ ایک تو ان علاقوں میں بیعتیں کروائیں، دوسرے جو نئی نوجوان نسل ہے اسکی تربیت اس طرح کریں کہ وہ جماعت کو سنبھال سکیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15/جنوری 2021)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار ✿ اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس ✿ وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے ✿ نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق وصفا ہے ✿ کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

امانت کا اہل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ علاوہ اس علم کے جو اس شعبہ کیلئے ضروری ہے، اس شخص کے پاس وقت بھی ہو اور تقویٰ بھی ہو

آپ کے پاس ایک پلان ہونا چاہئے، اس پلان پر سب سے پہلے جن کو عمل کرنا چاہئے
وہ آپ کی عاملہ کے ممبران ہیں، نیشنل عاملہ کے بھی اور لوکل عاملہ کے بھی، پھر ان کا کام ہے کہ اپنے گھروں میں عمل کروائیں

صدر جماعت کو، امیر جماعت کو، مشنری کو اور عہدیدار کو ہر ایک کا پتہ ہونا چاہیے،
ان کے کوائف معلوم ہونے چاہئیں، مَیں دنیا میں ہزاروں لوگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں تو آپ لوگ اپنی جماعت میں رہتے ہوئے کیوں نہیں جان سکتے

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ سویڈن کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات

(قسط: اوّل)

جماعت احمدیہ سویڈن کی نیشنل عاملہ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے 29/اگست 2020ء کو (آن لائن) ملاقات کی سعادت پائی۔ اس میٹنگ میں نیشنل عاملہ کے علاوہ پانچ لوکل مجالس عاملہ کے کل 133/افراد شامل تھے۔ دورانِ ملاقات حضور انور نے عہدیداران کو ان کے شعبہ جات کے حوالے سے جو ہدایات و رہنمائی عطا فرمائی وہ تمام دنیا میں خدمت پر مامور عہدیداران کیلئے مشعلِ راہ ہے۔

☆……جنرل سیکرٹری صاحب کے سوال کہ ایک عہدیدار کو اپنے شعبہ کو کتنا وقت دینا چاہیے؟ اور اگر کوئی عہدیدار اپنے شعبہ کو وقت نہیں دیتا تو کس طرح اس عہدیدار کو توجہ دلائی جائے؟ کے جواب میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو عہدیدار کو منتخب کرتے ہیں کہ وہ قرآنِ کریم کی گائیڈ لائن پر عمل کریں کہ امانتیں ان کے سپرد کرو جو اس امانت کے اہل ہیں۔ امانت کا اہل ہونے کیلئے ضروری ہے کہ علاوہ اس علم کے جو اس شعبہ کیلئے ضروری ہے، اس شخص کے پاس وقت بھی ہو اور تقویٰ بھی ہو۔ تو یہ منتخب کرنے والوں کا فرض ہے کہ ان لوگوں کو ووٹ دیں جو وقت بھی دے سکیں، انصاف بھی کر سکیں اور اپنے عہدوں کا حق بھی ادا کر سکیں۔ اور جب سفارش آتی ہے اور عہدیدار کو مقرر کر دیا جاتا ہے تو پھر اسکا کام ہے کہ وہ مکمل انصاف کرتے ہوئے اپنے عہدہ کو وقت دے۔ اگر وہ وقت نہیں دے سکتا تو تقویٰ کا تقاضا ہے کہ وہ بتا دے کہ میں وقت نہیں دے سکتا اور معذرت کر لے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: لیکن یہ کہنا کہ معین کر دیں کہ کتنا وقت دینا چاہیے، یہ تو کام پر منحصر ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ کوئی hard and fast rule ہو کہ کتنا وقت دینا چاہیے، یہ تو ہر عہدیدار کو خود دیکھنا چاہیے۔ سیکرٹری مال کو تو روز ہی اپنے دیگر کاموں میں سے وقت نکال کر جماعتی کام کرنا پڑتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: باقی وہ عہدیدار جو جماعتی کام نہیں کرتے، بالکل ہی سست ہیں اور ان کو اپنے عہدوں میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے، ان کے بارے میں تو کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں کہ نیشنل صدر جماعت کا یا امیر جماعت کا کام ہے کہ مجھے اطلاع کریں اور ان کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا جائے۔ ان کی جگہ کوئی بہتر کام کرنے والے مقرر کیے جائیں۔

☆……حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے نیشنل سیکرٹری تربیت کو فرمایا کہ سیکرٹری تربیت کا یہ کام ہے کہ افرادِ جماعت کی تربیت اس نہج پر کرے کہ ان کو پہلی بات تو یہ پتہ لگے کہ ہم احمدی ہیں اور ایک احمدی کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ایک احمدی کو اللہ تعالیٰ سے کیسا تعلق قائم کرنا چاہیے، کس طرح تعلق پیدا کرنا چاہئے۔ اسکا ذریعہ نمازیں ہیں۔ کیا نمازوں کی طرف توجہ ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی؟ اسکے علاوہ دین کا علم حاصل کرنا ہے، جس کیلئے سب سے ضروری قرآنِ کریم ہے۔ کیا ہم روزانہ قرآنِ کریم پڑھتے ہیں۔ خاص طور پر عہدیدار۔ اگر آپ نیشنل سطح سے لے کر مقامی سطح تک تمام عہدیداروں کو ہی لے لیں، تو پچاس فیصد سے زیادہ تو آپ کی رپورٹیں انہی سے آجاتی ہیں۔ قرآنِ کریم کو پڑھتے ہیں؟ قرآنِ کریم کے بہت سے احکامات کہ کیا کام کرنے ہیں اور کیا کام نہیں کرنے، ان پر عمل ہوتا ہے؟ اگر کسی حکم پر عمل نہیں ہو رہا تو پھر کیا پروگرام جماعت کو دینا چاہئے۔ فرمایا: سب سے پہلے اپنے قریب سے شروع کریں۔ آپ کے سب سے قریب ترین جو لوگ ہیں وہ آپ کی نیشنل عاملہ کے لوگ ہیں۔ پھر آپ کی جماعتوں کی عاملہ کے ممبران ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر عاملہ ممبر کے گھر کے افراد ہیں۔ اب اگر ہر شخص اس نہج پر سوچے اور تربیت شروع کر دے تو نوّے فیصد تو آپ کی جماعت cover ہو گئی۔ سیکرٹری تربیت کا کام پورا ہو گیا۔ اگر صرف یہ کہنا ہے کہ ہم نے ایک پلان بنایا تھا، جماعتوں کو پروگرام دیا تھا، صدر جماعت نے رپورٹ مکمل کر کے بھجوا دی اور عملی طور پر کچھ نظر نہیں آیا تو پھر اس کا فائدہ کیا؟

فرمایا: اصل بات تو یہ ہے کہ ایک احمدی کو معلوم ہو کہ اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اسکی سب سے بڑی ذمہ داری خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور اُن احکامات کو خاص طور پر اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کا آج کل کے دور کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہم نے کیا کرنا ہے، کیا ہماری ذمہ داریاں ہیں، کیا ہمارے نمونے ہونے چاہئیں۔ خلافت کے ساتھ ہم نے کیسا تعلق رکھنا ہے۔ خلافت سے مسلسل رہنمائی مل رہی ہوتی ہے، اس پر خود بھی اور اپنے گھروں میں بھی کیسے عمل کروانا ہے۔ خطبات سنتے ہیں کہ نہیں سنتے۔ سنتے ہیں تو کتنے لوگ سنتے ہیں۔ کیا عمل کر رہے ہیں۔ گھریلو حالات کیا ہیں؟ میاں بیوی کے تعلقات کیسے ہیں، بچوں کی تربیت اور انہیں جماعت سے جوڑنے کیلئے کیا کر رہے ہیں؟ اپنے بیوی اور بچوں کیلئے ہمارے اپنے رویے کیا ہیں؟ یہ چیزیں ہیں کرنے والی۔ یہ نہیں کہ چار لائنیں لگا کر کہہ دیا کہ ہم نے فارم بنایا تھا، یہ فِل کر کے دے دیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: نماز پڑھنا تو ایک فرض ہے، جو نماز نہیں پڑھتا وہ تو گنہگار ہے۔ تو اگر نماز پڑھنے کا ستر فیصد یا پچاس فیصد ٹارگٹ پورا کر لیا تو یہ تو کوئی کمال نہیں کیا۔ نماز نہ پڑھنے والے کے بارے میں تو آنحضرت ﷺ نے بڑے سخت الفاظ استعمال کیے ہوئے ہیں۔ نماز پڑھنا تو قرآنِ کریم کا بنیادی حکم ہے۔ ابتدا سے ہی اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ، غیب پر ایمان لانے کے ساتھ ہی نماز کا حکم دے دیا۔ تو یہ کہہ دینا کہ ہم نے یہ کر لیا ہے، یہ تربیت نہیں ہے۔ آپ کے پاس ایک پلان ہونا چاہئے۔ اس پلان پر سب سے پہلے جن کو عمل کرنا چاہئے وہ آپکی عاملہ کے ممبران ہیں۔ نیشنل عاملہ کے بھی اور لوکل عاملہ کے بھی۔ پھر ان کا کام ہے کہ اپنے گھروں میں عمل کروائیں۔ تو جو میں نے باتیں بتائی ہیں اس لحاظ سے بتائیں کہ اس میں آپ نے کیا حاصل کیا ہے۔

فرمایا: اگر آپ کی تربیت ہو جائے تو نہ آپ کے عائلی مسائل پیدا ہوں گے، میاں بیوی کے جھگڑے نہیں ہوں گے، بچوں کی تربیت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ نوجوانوں کی جو غیر لڑکیوں سے شادی کرنے کی طرف توجہ ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی، لڑکیوں کے اچھے رشتے ملنے لگ جائیں گے، لڑکیوں کو خود احساس پیدا ہو جائے گا کہ ہم نے احمدیوں میں رشتہ کرنا ہے، احمدی لڑکے کو احساس ہو گا کہ ہم نے احمدی لڑکی سے رشتہ کرنا ہے۔ امورِ عامہ کے جھگڑے بھی ختم ہو جائیں گے۔ چندے کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ اس لیے تربیت کا شعبہ تو انتہائی اہم شعبہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: پھر تربیت کا ایک یہ بھی کام ہے کہ آپ کا ہر ممبر با اخلاق ہونا چاہیے۔ کسی عاملہ ممبر پر کوئی اس طرح انگلی نہ اٹھائے کہ اس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔

فرمایا: چھوٹی جماعتوں کو تو آئیڈیل جماعت ہونا چاہیے کیونکہ ان کی ہر شخص تک رسائی ہو سکتی ہے۔ صدر جماعت کو، امیر جماعت کو، مشنری کو اور عہدیدار کو ہر ایک کا پتہ ہونا چاہیے۔ ان کے کوائف معلوم ہونے چاہئیں۔ میں دنیا میں ہزاروں لوگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں تو آپ لوگ اپنی جماعت میں رہتے ہوئے کیوں نہیں جان سکتے۔

☆……حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے سیکرٹری تبلیغ سے فرمایا کہ تبلیغ کا ٹارگٹ ہونا چاہیے۔ سویڈن میں مختلف قوموں کے افراد ہیں۔ عرب بھی کافی آچکے ہیں۔ ایشین بھی ہیں، افریقن بھی ہیں۔ لوکل سویڈش ہیں۔ ہر ایک کیلئے ان کی قومیت کے لحاظ سے پروگرام بنائیں اور پھر ان کی دلچسپی کے مطابق، ان کے سوالات کے مطابق آپ کے پاس لٹریچر بھی ہو۔ فرمایا: جب تک آپ کی انفرادیت نہیں ہو گی، الگ پہچان نہیں ہو گی، لوگوں کو پتہ نہیں ہو گا کہ احمدیت کیا چیز ہے اور اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ لٹریچر اور پمفلٹ وغیرہ جو آپ تقسیم کرتے ہیں، آپ کے مربی صاحب کی بھی رپورٹوں میں آیا ہوتا ہے کہ ہم نے اتنے لاکھ تقسیم کر دیے، وہ اتنے لاکھ تقسیم کرنے کے بعد بھی لوگوں کو تعارف نہیں ہے۔ اس کے بارے میں بھی پتہ ہونا چاہیے تا کہ اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کر سکیں۔ اب جو ایک شخص کھڑا ہوا ہے کہ قرآن جلا دوں گا۔ ٹھیک ہے کہ پولیس نے اس کو اجازت نہیں دی لیکن ساتھ ہی اپیل کرنے کا بھی حق دے دیا اور اس کے بعض پیروکار یا گروپ کے افراد نے کل رات کو پارک میں جا کر جلا بھی دیا۔ تو یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لیے کہ ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے اور قرآنِ کریم کی تعلیم کیا ہے۔ مسلمانوں کے جو دہشت گرد عمل ہیں، وہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ شاید یہ قرآن میں ہی ہو گا۔ وہ ایک آیت کو تو پکڑ لیتے ہیں کہ قتال کرو یا جنگ کرو۔ لیکن جو جنگ کی شرائط ہیں یا دیگر اخلاقی تعلیمات ہیں، ان کو نہیں دیکھتے۔ یہ چیزیں ان لوگوں کو پتہ ہونی چاہئیں۔ اس لحاظ سے بھی آپ تبلیغ کا پلان بنائیں۔

☆……نیشنل سیکرٹری وقف نو کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: اصل چیز تو یہ ہے کہ انہیں encourage کریں کہ ہمیں ڈاکٹرز چاہئیں، ٹیچرز چاہئیں۔ ان فیلڈز میں زیادہ encourage کرنا چاہیے۔ جامعہ میں پڑھنے والے سویڈن سے صرف دو لڑکے ہیں۔ وہ بھی ایک ہی فیملی کے ہیں۔ باقی فیملیز کو بھی توجہ دلائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جس کو میں اجازت دیتا ہوں، اس کو ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنا کام کرو اور ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت جماعتی خدمت میں گزارو۔ والنٹیئر کرتے رہو۔ تمام ویک اینڈ جماعت کو دو اور اس کے علاوہ بھی جو زائد وقت ہے وہ جماعت کیلئے دو۔ اور جو بالکل ہی کام نہیں کرتا، دنیاداری میں ڈوب گیا ہے تو اس کی مرکز کو اطلاع دیں تا کہ اس سے وقفِ نو کا ٹائٹل ختم کیا جائے۔ ہم نے ٹائٹل تو نہیں رکھنا۔ تعداد بڑھا کر ہم نے کیا کرنا ہے؟ وقفِ نو تو وہی ہے جس کو اگر ہم اجازت بھی دیتے ہیں، تب بھی وہ دنیا کا کام کرتے ہوئے بھی وقف کی روح کے ساتھ اپنے آپ کو والنٹیئر کے طور پر پیش کرے۔ بہت سارے لوگ ہیں جو دین کا کام کرتے ہیں لیکن وقف نہیں ہیں۔ ان میں دین کی خدمت کا ایسا جذبہ ہے کہ لگتا ہے کہ چوبیس گھنٹے دین کو ہی دیے ہوئے ہیں۔

میٹنگ کی بات پر حضور انور نے فرمایا: اُن لوگوں سے بھی میٹنگ کریں جو جاب کر رہے ہیں۔ انہیں توجہ دلائیں کہ تم وقفِ نو ہو، جماعت کیلئے وقت دو۔ اور کچھ نہیں تو ویک اینڈ پر تبلیغ کیلئے وقت دو۔ جا کر لٹریچر تقسیم کرو، پمفلٹ تقسیم کرو، سٹال لگاؤ، Ask a Muslim والے پروگرام میں شرکت کرو۔ واقفاتِ نو کے علاوہ بھی واقفینِ نو کی کافی تعداد ہے، ان ساروں کو پروگراموں میں شامل کرو۔

(باقی آئندہ)

(رپورٹ: عبد الماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد، یوکے)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30/اکتوبر 2020)

……☆……☆……☆……

آپ سب جانتے ہیں کہ یہ جو صوبہ ہے، یہ علاقہ جس میں ہماری مسجد ہے، یہ یورپ میں مسلمانوں کی پہچان تھا، آج آپ لوگ جو یہاں سپین میں اکٹھے ہوئے ہیں، آپ کو یہاں آنے کا موقع ملا ہے، آپ کا کام ہے کہ اس کھوئی ہوئی میراث کو دوبارہ حاصل کر کے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے لے آئیں

پہلے آنے والوں کے ساتھ یہ وعدہ نہیں تھا کہ اُن کی عظمت ہمیشہ قائم رہے گی بلکہ دین سے دُور چلے جانے کی خبر تھی لیکن مسیح محمدی کی جماعت کیلئے تا قیامت قائم رہنے، بڑھنے، پھولنے اور پھلنے کی خبر ہے اور یقیناً اس جماعت نے دنیا پر غالب آنا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ لیکن لوہے کی تلوار چلا کر نہیں، بندوقوں اور توپ کے گولے چلا کر نہیں، بلکہ پیار اور محبت کے تیر چلا کر، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کر کے، اپنی راتوں کو اُسکے حضور جھکتے ہوئے گڑ گڑاتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے گزار کر، ہر انسان کا حق ادا کرتے ہوئے چاہے وہ احمدی ہے، چاہے وہ مسلمان ہے، چاہے وہ عیسائی ہے یا کسی مذہب کا ہے، ہر احمدی کا فرض ہے کہ ہر انسان کا حق ادا کرے، یاد رکھیں یہ ہتھیار ایسے ہیں جن کا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی، پس دعائیں کرتے ہوئے یہاں رہنے والے احمدی اس طرف توجہ دیں اور احمدیت کے پیغام کو اس ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش کریں، ہر احمدی مرد اور عورت جو یہاں رہتا ہے کوشش کرے کہ احمدیت کی تبلیغ کے کام کو سنجیدگی سے لے اور سنجیدگی سے انجام دے

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے باہمی محبت اور اخوت اور دعوت الی اللہ کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکیدی نصائح

الٰہی وعدوں کے مطابق اس مسجد پیدرو آباد نے انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک قائم رہنا ہے، ایک وقت آئے گا کہ یہاں اس ملک میں بڑی بڑی عظیم الشان اَور مسجدیں بھی جماعت احمدیہ کو بنانے کی توفیق ملے گی، لیکن یہ جو دعاؤں کے ساتھ عاجزانہ ابتدا ہوئی ہے اس کو تاریخ احمدیت کبھی نہیں بھلا سکے گی

مسجد بشارت سپین میں جلسہ سالانہ سپین کے موقع پر 8/جنوری 2005ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آپ لوگ جو حضرت مسیح موعود سے بیعت کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہم ہی ہیں جنہوں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو صحیح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سمجھا ہے۔ ہم ہیں جنہوں نے اب اس تعلیم کو اپنی زندگیوں پر بھی لاگو کرنا ہے اور دنیا کو بھی اس کے حسن اور خوبصورتی سے آگاہ کرنا ہے۔ دنیا کو بھی بتانا ہے کہ اے دنیا والو! سن لو کہ اگر تم اپنی بقا چاہتے ہو، اپنی دنیا و آخرت سنوارنا چاہتے ہو، اس دنیا کو بھی جنت بنانا چاہتے ہو اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ہمیشہ کی جنّتوں کے وارث بننا چاہتے ہو تو آؤ اور اس زمانے کے امام کو پہچانو، مسیح الزمان کو پہچانو اور اس کو مانو۔ تمہاری بچت اب مسیح محمدی کے ماننے میں ہی ہے۔ یہاں جب آپ یہ دعویٰ کر کے اُٹھیں گے اور لوگوں کو بتائیں گے تو بہت سے سوال لوگ آپ سے کریں گے۔ آپ کے عمل کو دیکھا جائے گا کہ یہ عمل کیسے ہیں؟ کیا یہ ہمیں وہ اسلام دکھانا چاہتے ہیں یا ہم سے منوانا چاہتے ہیں جس کے بارے میں یہ تاثر دنیا میں پیدا ہو گیا ہے کہ اب سوائے ظلم اور تشدد کے کچھ نہیں، یا کچھ اَور۔

یہ قوم ایسی ہے کہ ان کے جو آباؤ اجداد تھے اُن میں بہت سے مسلمان تھے۔ اس علاقے میں شاید اکثریت مسلمانوں کی ہی ہو۔ یہ لوگ کہیں گے کہ پہلے بھی مسلمان آئے تھے اور ہمارے آباؤ اجداد کو مسلمان بنا کر پھر ظلم کی گود میں ڈال کر چلے گئے۔ تم بھی یہی کام دوبارہ دہرانا چاہتے ہو۔ آپ سب جانتے ہیں کہ یہ ملک ایسا ہے جہاں تقریباً چھ سات سو سال تک مسلمان حکومت کرتے رہے اور عموماً بڑا لمبا عرصہ بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ علم کو فروغ دیا اور ایسی یونیورسٹیاں بنائیں جو ایک لمبے عرصے تک یورپ کیلئے علم حاصل کرنے اور پھیلانے کا ذریعہ بنی رہیں۔ رعایا کیلئے علاج کی سہولتوں کیلئے ہسپتال بنائے گئے جن کا مسلمان حکومتوں سے پہلے تصور بھی نہیں تھا۔ اُس زمانے میں ان کے آنے سے پہلے رعایا تو پسی ہوئی تھی، مجبور تھی، غلاموں کی طرح زندگی گزار رہی تھی۔ تو بہرحال مسلمانوں نے لمبا عرصہ حکومت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے حکومت کی۔ آپ سب جانتے ہیں کہ یہ جو صوبہ ہے، یہ علاقہ جس میں ہماری مسجد ہے، یہ یورپ میں مسلمانوں کی پہچان تھا۔ قرطبہ کی مسجد آج بھی مسلمانوں کی شان و شوکت کا اظہار کرتی نظر آتی ہے لیکن آج اُس کے بیچ میں ایک چرچ بھی قائم ہے۔ پھر غرناطہ اور دوسری جگہ میں عمارات یا اُن کے آثار نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کی بدقسمتی کہ ایک لمبا عرصہ حکومت کرنے کے بعد پھر یہ ملک عیسائیت کی گود میں چلا گیا بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے خود پھینک دیا۔ جن لوگوں نے عدل و انصاف کرنے کیلئے، غلامی سے نجات حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں کو بلایا تھا، اُنہیں پھر اُنہی ظلموں میں پسنے کیلئے چھوڑ دیا گیا۔ اور پھر ایک اکثریت جو مسلمان ہو چکی تھی اُن کو بھی ظلم کے ایک سیاہ دور میں پھینک دیا گیا۔ مسلمان حکومتیں بھی مسلمانوں کی مدد نہ کر سکیں اور بعض جگہوں پر مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائی گئیں۔

آپ نے کبھی سوچا ہے کہ یہ آفتیں اور ذلّت مسلمانوں پر کیوں نازل ہوئیں؟ اس لئے کہ جس مقصد کیلئے مسلمان سپین میں داخل ہوئے تھے بعد کے بادشاہوں نے اُس مقصد کو بھلا دیا۔ آپس کی لڑائیاں اور پھوٹ اور سازشیں اور حکومت کی ہوس نے اُن کو اندھا کر دیا۔ دنیا داری زیادہ غالب آ گئی۔ جس سے یہ بادشاہ خود بھی برباد ہو گئے اور مسلمان رعایا کا بھی خون کروایا۔ یقیناً یہ الٰہی احکامات سے غفلت اور شرک تھا جس کی اللہ تعالیٰ نے اتنی سخت سزا دی۔ ابن خلدون اس بارے میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اس وجہ سے نازل ہوئیں کہ انہوں نے قرآنِ مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا۔ ارشاداتِ نبوی کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔ اللہ کا خوف دلوں سے جاتا رہا تھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں خود غرضی آ گئی۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی۔ اولوالامر کی اطاعت سے سبکدوش ہو گئے۔ عیسائیوں کے دوست اور ہوا خواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچائی۔ (ماخوذ از تاریخ ابن خلدون جلد 5 حصہ اول صفحہ 431 ''مشرقی اندلس پر نلنک قبضہ'' مترجم، علامہ حکیم احمد حسین الٰہ آبادی، دارالاشاعت کراچی 2003ء)

تو ظاہر ہے جب اللہ تعالیٰ کے نام پر حکومت کا دعویٰ کرنے والے یا کوئی بھی کام کرنے والے اللہ تعالیٰ کے واضح حکموں کی خلاف ورزی کریں گے تو اللہ تعالیٰ تو اپنے نام کی بڑی غیرت رکھتا ہے۔ یقیناً پھر یہی انجام ہونا تھا۔ لیکن آپ جیسا کہ میں نے کہا آج مسیح محمدی کی تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والے جو احمدی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے یہاں آ کر آباد ہونے کی توفیق عطا فرمائی جو گزشتہ تیس سال میں یہاں کے جو حالات بدلے وہ آپ جانتے ہیں۔ تو ہمیں اُن حکومتوں کا بھی شکر گزار ہونا چاہئے کہ باوجود عیسائی حکومتیں ہونے کے انہوں نے مذہبی آزادی دی۔ مسلمانوں کو مسلمان کے طور پر رہنے کا حق دیا اور یہ یقیناً آجکل کے دَور کی حکومتوں کی شرافت ہے اور ہمیں اس بات پر ان کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

آج آپ لوگ جو یہاں سپین میں اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں، آپ کو یہاں آنے کا موقع ملا ہے۔ آپ کا کام ہے کہ اس کھوئی ہوئی میراث کو دوبارہ حاصل کر کے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے لے آئیں۔ پہلے آنے والوں کے ساتھ یہ وعدہ نہیں تھا کہ اُن کی عظمت ہمیشہ قائم رہے گی بلکہ دین سے دور چلے جانے کی خبر تھی لیکن مسیح محمدی کی جماعت کیلئے تا قیامت قائم رہنے، بڑھنے، پھولنے اور پھلنے کی خبر ہے اور یقیناً اس جماعت نے دنیا پر غالب آنا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن لوہے کی تلوار چلا کر نہیں، بندوقوں اور توپ کے گولے چلا کر نہیں، بلکہ پیار اور محبت کے تیر چلا کر، اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کر کے، اپنی راتوں کو اُس کے حضور جھکتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے گزار کر۔ ہر انسان کا حق ادا کرتے ہوئے چاہے وہ احمدی ہے، چاہے وہ مسلمان ہے، چاہے وہ عیسائی ہے یا کسی مذہب کا ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ ہر انسان کا حق ادا کرے۔ یاد رکھیں یہ ہتھیار ایسے ہیں جن کا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پس دعائیں کرتے ہوئے یہاں رہنے والے احمدی اس طرف توجہ دیں اور احمدیت کے پیغام کو اس ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حسن لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ جہاں آپ دنیا کمانے کیلئے کوئی کام یا کاروبار کر رہے ہیں، وہاں اس خوبصورت تعلیم کی خوشبو بھی ساتھ بکھیرتے چلے جائیں۔ اس صوبے میں تو اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کے آباؤ اجداد مسلمان تھے اور خوف اور ڈر سے عیسائی ہو گئے۔ اور یہ خوف اور ڈر کئی نسلیں گزرنے کے بعد بھی ابھی تک قائم ہے۔ حکمت سے، طریقے سے ان کو یہ پیغام پہنچاتے رہیں اور مسلسل صبر اور دعا کے ساتھ یہ کام کرتے رہیں۔ آپ جتنی بھی کوشش کر لیں وہ معمولی کوشش ہی ہوگی اور اس زمانے میں یہ معمولی کوششیں ہی ہیں جنہوں نے یہ انقلاب لانا ہے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق یہ وہی زمانہ ہے جس میں تمام دنیا کے نیک فطرت لوگوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہونا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں جنہوں نے یقیناً پورا ہونا ہے۔ آپ کو تو اللہ تعالیٰ اس کام میں حصہ دار بنا کر ثواب پہنچانا چاہتا ہے۔ دنیا و آخرت آپ کی سنوارنا چاہتا ہے۔ باوجود اسکے کہ مسلمانوں کے خلاف دنیا میں محاذ قائم ہوئے ہوئے ہیں، باوجود اسکے کہ آج مسلمان کو دنیا میں ہر جگہ برا سمجھا جاتا ہے، باوجود اسکے کہ آج مغربی ممالک میں ہر شخص اور مغربی ممالک کی ہر حکومت ہر مسلمان کو شک کی نظر سے دیکھتی ہے۔ پھر بھی مسلمانوں کے امن پسند حصے کو لوگ دیکھنا اور سننا چاہتے ہیں، پسند کرتے ہیں۔ اور

آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو اسلام کی امن پسندی کی، محبت اور پیار کی خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ پس کوشش کریں، ہر احمدی مرد اور عورت جو یہاں رہتا ہے کوشش کرے کہ احمدیت کی تبلیغ کے کام کو سنجیدگی سے لے اور سنجیدگی سے انجام دے، برکت تو اللہ تعالیٰ نے ڈالنی ہے، نیک نیتی سے کئے گئے کام اور دعاؤں کو اللہ تعالیٰ ضرور پھل لگاتا ہے۔ عمومی طور پر یہاں کے جن لوگوں سے میرا واسطہ پڑا ہے، ان لوگوں میں بڑی شرافت ہے، حوصلے سے بات سننی بھی آتی ہے اور دلیل کی بات سنتے بھی ہیں۔ تو ان کی یہ نیک فطرت اور شرافت جو ہے یہ تقاضا کرتی ہے کہ ان تک اسلام کا صحیح پیغام پہنچے۔ دلوں کو بدلنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ آپ کا کام ہے پیغام پہنچانا، دعائیں کرنا اور محنت سے کوشش کر کے یہ پیغام مسلسل صبر سے پہنچاتے چلے جانا۔

اس علاقے میں جماعت احمدیہ کو مسجد بنانے کا موقع ملنا بھی الٰہی تقدیر کے ماتحت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب اس مسجد کی بنیاد رکھی تھی تو فرمایا تھا کہ اس جگہ کا انتخاب نہ کرم الٰہی ظفر صاحب نے کیا ہے نہ مَیں نے، بلکہ اس جگہ کا انتخاب خدا تعالیٰ نے خود کیا ہے اور اپنا گھر بنانے کیلئے اس خطّہ زمین کو چنا ہے۔

(ماخوذ از دورہ مغرب 1400ھ صفحہ 545)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا اور اس سرزمین پر انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن اسلام اور احمدیت کا سورج طلوع ہونے کا دن چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے الہاماً بھی آپ کو خوشخبری دی تھی۔ پس یہ جگہ جہاں ہماری مسجد ہے اور جہاں ہم آج جلسہ کر رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے عطا ہوئی ہے۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک ٹیلہ پر مسجد بنا دی ہے جس کی اس ملک کے رہنے والوں کو بھی خبر نہیں ہے، وہ نہیں جانتے کہ یہاں کوئی مسجد بھی ہے کہ نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کو لوگ جانیں گے۔ یہاں سے پینتیس چھتیس کلومیٹر کے فاصلے پر (شاید اتنا ہی ہے) مسجد قرطبہ تو ہے جو اپنی عظمتِ رفتہ کے نشان دکھا رہی ہے، جس میں اس وقت ایک گرجا بھی بنا ہوا ہے لیکن الٰہی وعدوں کے مطابق اس مسجد پیدرو آباد نے انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک قائم رہنا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ یہاں اس ملک میں بڑی بڑی عظیم الشان اور مسجدیں بھی جماعت احمدیہ کو بنانے کی توفیق ملے گی۔ لیکن یہ جو دعاؤں کے ساتھ عاجزانہ ابتدا ہوئی ہے اس کو تاریخ احمدیت کبھی نہیں بھلا سکے گی۔

آج آپ لوگ بھی یہاں تھوڑے ہیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا دعوتِ الی اللہ کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں تو آپ لوگوں کا نام بھی تاریخ کا حصہ بننے والا ہے۔ یہ ابتدائی لوگ ہی ہوتے ہیں جو تاریخ کا حصہ بنتے ہیں۔ ایک تاریخ تو ایک احمدی مجاہد اور شہید بھی مَیں کہوں گا، مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر نے اپنی زندگی یہاں گزار کر بنائی تھی۔ جنہوں نے خود بھی اور اُن کے بیوی بچوں نے بھی قربانی کی اور بہت قربانی کی لیکن اُس وقت حالات ایسے نہیں تھے جو آج ہیں۔ حکومت کا تعاون ایسا نہیں تھا جو آج ہے۔ لوگوں کا خوف اور ڈر اُس حد تک کم نہیں ہوا تھا جس طرح آج ہے بلکہ ہر ایک خوفزدہ تھا۔ لیکن اُس شخص نے اُن نامساعد حالات میں بھی کوشش کی اور کرتے رہے۔ اب تو جیسا کہ مَیں نے کہا، حالات بھی بہت بہتر ہیں اور تعداد بھی آپ کی سینکڑوں میں ہے۔ اگر آپ وہ عزم پیدا کر لیں تو یقیناً پھر پھل لگیں گے۔ اور آج بھی جیسا کہ مَیں نے کہا، جو اس کام میں جُت جائیں گے تاریخ کا حصہ بن جائیں گے۔ بہرحال یہ خدائی تقدیر ہے اس نے پورا ہونا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تاریخ کا حصہ بننے کا موقع دیا ہے، فائدہ اُٹھا لیں ورنہ خدا نے تو اپنی قدرت دکھانی ہے۔ وہ کسی اور کو اس خدمت کا موقع عطا فرما دے گا۔ لیکن پھر آپ لوگ خود بھی افسوس کریں گے اور آپ کی نسلیں بھی افسوس کریں گی کہ ہمارے باپ دادا کو تاریخ کا حصہ بننے کا موقع ملا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا موقع ملا تھا، لیکن انہوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا اور محروم رہے۔ پس اس موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت سے فائدہ اُٹھائیں کہ وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ (سورۃ حٰم سجدۃ: 34) اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجا لائے اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

یہ خوشخبری اُن لوگوں کیلئے ہے جو دعوتِ الی اللہ کرتے ہیں۔ یہ تعریفی کلمات خدا تعالیٰ کے اُن لوگوں کیلئے ہیں جو اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ نیک عمل کرتے ہیں، فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں۔ لیکن یہ ارشاد، یہ پیغام اُن لوگوں کیلئے بھی ہے جو ایک طرف تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور تجدیدِ بیعت کر کے یہ عہد کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور دوسری طرف ابھی تک دعوتِ الی اللہ کے کام میں اپنے آپ کو جھونکا ہی نہیں، اُس میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ تو فرمایا کہ سن لو! اللہ کے نزدیک وہی سب سے بہتر ہے، وہی زیادہ اجر پانے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو بھی دنیا تک پہنچائے۔ دنیا میں اعلان کرے کہ دنیا و آخرت سنوارنی ہے اور دنیا و آخرت سنوارنے کا اگر سامان کرنا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔

پس اس پیغام کے ساتھ ساتھ فرمایا کہ اپنے اعمال بھی درست کرو۔ اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں، جتنے احکام ہیں، اُن کی پابندی کرو تو تب ہی تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین وجود کہلا سکتے ہو۔ بہترین وجود بننے کیلئے، اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بننے کیلئے ایک تو دعوت الی اللہ کرنی ہوگی، دوسرے اپنے اعمال درست کرنے ہوں گے۔ دعوتِ الی اللہ کی ترغیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مختلف طریقوں سے اپنے صحابہ کو دی ہے اور دیا کرتے تھے تا کہ اُن میں زیادہ سے زیادہ اس کا شوق پیدا ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں اور کرنے والے بنیں۔

حضرت سہلؓ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: بخدا! تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الی الاسلام والنبوۃ...... حدیث نمبر 2942)

اب یہاں بہت سے لوگ اپنی معاشی حالت بہتر کرنے آتے ہیں۔ کسی مادی چیز کو دیکھ کر بہت متاثر ہو جاتے ہیں۔ لمبی لمبی کاریں ہیں، اعلیٰ قسم کی کاریں ہیں۔ بعض لوگوں میں روپے پیسے کی فراوانی ہے۔ اس قسم کی چیزیں اور اس status کی تلاش اور معاشی حالت کی بہتری کیلئے انسان ہر زمانے میں کوشش کرتا رہا ہے اور یہی انسانی نفسیات جانتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سمجھتے ہو کہ سرخ اونٹ جو اُس زمانے میں امارت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور پھر جس کے پاس سو اونٹ ہوں، اُس کے امیر ہونے کا تو کوئی حساب ہی نہیں ہوتا تھا۔ اگر یہ سمجھتے ہو کہ یہ سو سرخ اونٹ تمہارے مقام کو بلند کرنے والے ہیں، تمہارے امیر ہونے کی نشانی ہیں تو سنو کہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ ان سو سرخ اونٹوں کی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں کہ کوئی انسان تمہارے ذریعہ سے ہدایت پا جائے اور پھر اس کے نتیجہ میں نیکیوں پر قائم ہو جائے۔ اللہ کے نزدیک تمہارا مقام اس ہدایت کے دینے سے بلند ہوگا۔ وہ سرخ اونٹوں سے یا امیر بننے سے یا پیسہ آنے سے بلند نہیں ہوگا۔ اور ایک مومن کی تو یہی تڑپ ہونی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ہر وقت تلاش میں رہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوھریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اُس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ثواب اُس بات پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔ اور جو شخص کسی کو گمراہی اور برائی کی طرف بلاتا ہے اُس کو بھی اُسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر کہ اُس برائی کے کرنے والے کو ہوتا ہے اور اُس کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب مَنۡ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً...... حدیث نمبر 6804)

پس یہ دعوتِ الی اللہ آپ کی نیکیوں میں اضافے کا بھی باعث بنتی رہے گی اور یہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو سمیٹنے والی ہے اور اس سے آپ کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت پیدا ہوگی۔ پس اللہ اور رسول کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے جہاں جہاں بھی آپ ہیں، وہاں حکمت اور دانائی کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کی دعوت دیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت دیں۔ جن علاقوں میں مسلمان زیادہ تھے اور پھر وہ جیسا کہ میں نے کہا کسی خوف کے مارے عیسائی ہو گئے اور ایک لمبا عرصہ جبر کے تحت عیسائیت میں رہے اب اُن کو آزادی ہے۔ حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ اُن کو سمجھائیں کہ تمہارے آباؤ اجداد نے کسی جبر کے تحت اسلام قبول نہیں کیا تھا بلکہ اُس کی خوبصورت تعلیم کو دیکھ کر اسلام قبول کیا تھا۔ تمہارے آباؤ اجداد میں سے پیدائشی مسلمان بھی تھے۔ جبر سے اُنہیں عیسائی بنایا گیا اور اب بھی بہت سے خاندان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد ظاہراً عیسائی ہو گئے تھے لیکن دل سے مسلمان تھے اور انہوں نے راز کی صورت میں اپنی نسلوں کے سینوں میں یہ بات رکھی ہے۔ تو اُنہیں بتائیں کہ یہ خوبصورت تعلیم ہے۔ بہرحال مستقل مزاجی سے یہ کام کرنا ہوگا۔ رابطے بڑھانے ہوں گے۔ اپنے نمونے ظاہر کرنے ہوں گے۔ دعاؤں پر زور دینا ہوگا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ راستے بھی کھولے گا اور کامیابیاں بھی دے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوتِ الی اللہ کے طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”چاہئے کہ جب کلام کرے تو سوچ کر اور مختصر کام کی بات کرے۔ بہت بحثیں کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ پس چھوٹا سا چٹکلہ کسی وقت چھوڑ دیا جو سیدھا کان کے اندر چلا جائے۔ پھر کبھی اتفاق ہوا تو پھر سہی۔ غرض آہستہ آہستہ پیغامِ حق پہنچاتا رہے اور تھکے نہیں۔ کیونکہ آجکل خدا کی محبت اور اُس کے ساتھ تعلق کو لوگ دیوانگی سمجھتے ہیں۔ اگر صحابہؓ اس زمانہ میں ہوتے تو لوگ اُنہیں سودائی کہتے اور وہ اُنہیں کافر کہتے۔ دن رات بیہودہ باتوں اور طرح طرح کی غفلتوں اور دنیاوی فکروں سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ بات کا اثر دیر سے ہوتا ہے۔“ (یہ مثال بیان فرمائی ہے) ”ایک شخص علیگڑھی غالباً تحصیلدار تھا۔ میں نے اُسے کچھ نصیحت کی۔ وہ مجھ سے ٹھٹّھا کرنے لگا۔“ (ہنسی کرنے لگا تو) ”مَیں نے دل میں کہا مَیں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے کا۔ آخر باتیں کرتے کرتے اُس پر وہ وقت آ گیا کہ وہ یا تو مجھ پر تمسخر کر رہا تھا“ (مذاق اڑا رہا تھا) ”یا چیخیں مار مار کر رونے لگا“۔ تو فرمایا کہ ”بعض وقت سعید آدمی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شقی ہے۔“ (یعنی بدنصیب آدمی لگ رہا ہوتا ہے، بدبخت لگ رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ سعید فطرت ہوتا ہے) تو فرمایا کہ ”یاد رکھو ہر قفل کیلئے ایک کلید ہے۔“ (ہر تالے کیلئے ایک چابی ہے) ”بات کیلئے بھی ایک چابی ہے۔ وہ مناسب طرز ہے۔ جس طرح دواؤں کی نسبت مَیں نے ابھی کہا ہے کہ کوئی کسی کیلئے مفید اور کوئی کسی کیلئے مفید ہے۔ ایسے ہی ہر ایک بات ایک خاص پیرائے میں خاص شخص کیلئے مفید ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں کہ سب سے یکساں بات کی جائے۔ بیان کرنے والے کو چاہئے کہ کسی کے برا کہنے کو برا نہ منائے بلکہ اپنا کام کئے جائے اور تھکے نہیں۔ امراء کا مزاج بہت نازک ہوتا ہے اور وہ دنیا سے غافل بھی ہوتے ہیں۔ بہت باتیں سن بھی نہیں سکتے۔ اُنہیں کسی موقعہ پر کسی پیرائے میں نہایت نرمی سے نصیحت کرنا چاہئے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 441، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر خلیفہ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ
نہ صرف اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے
بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے

(خطبات مسرور، جلد 8، صفحہ 191)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے
چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو

(خطبات مسرور، جلد 8، صفحہ 188)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

تو ماحول کے مطابق، طبیعت کے مطابق بات کی جائے لیکن اس کیلئے بہر حال پہلے رابطے اور تعلقات بنانے ہوں گے۔ اگر جا کے ایک دم تبلیغ کرنا شروع ہو جائیں تو پہلے دن کوئی بات نہیں سنا کرتا۔ اور ظاہر ہے اسی کی بات کا بھی اثر ہوتا ہے جو اپنے اندر نیک خیالات رکھتا ہو، نیکیوں پر عمل کرنے والا ہو۔ تو یہ چیزیں بھی اپنے اندر پیدا کرنی ہوں گی اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اس سے اثر بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (سورۃ الصّف:3-4) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔ تو جب آپ تبلیغ کر رہے ہوں، دوسرے کو خدا کی طرف بلا رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تفصیل بتا رہے ہوں، عبادت کے طریقے بتا رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے کی تفصیل بتا رہے ہوں، لیکن ایک لمبے عرصے کے تعلق اور رابطے کے بعد زیرِ تبلیغ شخص جو بھی ہے وہ آپ کے عمل کو دیکھے تو اُس کا بالکل الٹ نظر آئے تو ایسی تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ گناہ ہے۔ اس لئے اپنے اندر بھی پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ خود بھی اعمالِ صالحہ بجا لانے ہوں گے۔ خود بھی کامل فرمانبرداری کے نمونے دکھانے ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اسلام کی حفاظت اور سچائی کے ظاہر کرنے کیلئے سب سے اوّل تو وہ پہلو ہے کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اُس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 615، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو یہ سچے نمونے پہلے قائم کرنے ہوں گے۔ اب یہ سچے نمونے کیا ہیں؟ قرآنِ کریم ان نمونوں کے ارشادات سے بھرا پڑا ہے جس میں اللہ کے حقوق ادا کرنے کی بھی تفصیل ہے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی تفصیل ہے۔ پس عملِ صالح کرنے والے اور سچے مسلمان کا نمونہ بننے والے لوگ وہی ہیں جو اللہ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نعمانؓ بن بشیر کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تُو مومنوں کو اُن کے آپس کے رحم، محبت اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی طرح دیکھے گا۔ جب جسم کا ایک عضو بھی بیمار ہوتا ہے تو اُس کا سارا جسم اُس کیلئے بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم حدیث نمبر 6011)

پس یہ نمونہ جماعت میں ہر جگہ نظر آنا چاہئے۔ آپس میں رحم، محبت اور شفقت کو رواج دیں۔ کوئی برادری نہیں ہے، کوئی قریبی عزیز نہیں، کوئی رشتہ داری نہیں جس سے جتھا بنایا ہوا ظاہر ہو بلکہ ایک رشتہ ہونا چاہئے اور وہ احمدیت کا رشتہ ہے۔ اور اس ناطے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک جسم ہو کر رہیں۔ ایک کو تکلیف ہو تو پورے جسم کو تکلیف ہونی چاہئے۔ اگر کوئی رنجشیں ہیں بھی تو اُن کو بھلا دیں۔ اس طرح کرنے سے آپ کے ذاتی معاملات میں بھی برکت پڑے گی اور جماعتی طور پر بھی آپ دیکھیں گے کہ پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا ہو گئی ہے اور برکت پڑ رہی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اُسے یکا و تنہا چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روی میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی حاجات پوری کرتا جاتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے مصائب میں سے ایک مصیبت اُس سے کم کر دے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی ستّاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی ستّاری فرمائے گا۔ (صحیح بخاری کتاب المظالم والغصب باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ حدیث نمبر 2442)

پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے نقائص تلاش کرتے جائیں، ایک دوسرے کی ضرورتوں کو پسِ پشت ڈال کر صرف اپنی ضرورت کا ہی خیال رکھا جائے، کسی کو مشکل میں گرفتار دیکھ کر بجائے اُس کی مدد کیلئے آگے بڑھنے کے اُس کو مزید تنگ کرنے کی کوشش کی جائے، تو یہ وہ نمونے نہیں جو سچے مسلمان کے نمونے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کے نمونے نہیں ہیں۔ پس اگر اس حدیث کے مطابق ایک دوسرے کا خیال رکھتے رہے، مشکل میں کام آتے رہے، ستّاری کرتے رہے تو ترقیات کے دروازے کھلے ہیں۔ حسد اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ہی یہاں پہلے مسلمانوں کا زوال ہوا تھا۔ تاریخ پڑھ لیں کہ اس حسد کی وجہ سے اور ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے، ہر معاملہ میں دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی وجہ سے یہ زوال تھا۔ اب خدا نہیں چاہتا کہ وہ تاریخ دوبارہ دہرائی جائے۔ اس لئے اب جو ایسی حرکتیں کرے گا وہ خود ہی کاٹا جائے گا۔

پس ہر احمدی استغفار کرتے ہوئے اپنی مصیبت کو کم کرنے کیلئے، خدا تعالیٰ سے ستاری چاہنے کے لئے ایک دوسرے سے نیک سلوک کرے۔ آپس کی رنجشوں کو دور کر دیں۔ بدظنیوں کو دور کریں۔ ذرا ذرا سی بات پر بدظنیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ فلاں نے یہ کہا، فلاں نے وہ کہا، چھوٹی سی بات ہوتی ہے۔ فلاں کے بچوں کو سفر میں ساتھ جانے کی اجازت مل گئی، میرے یا فلاں کے بچوں کو نہیں ملی۔ تو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ ان کو کبھی ذہن میں نہیں لانا چاہئے۔ اور یہ بدظنیاں جو ہیں یہ بھی جماعت میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ خود آدمی کے اپنے اندر بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ اُس کی روحانی حالت میں کمی کرتی ہیں۔ اور گھروں میں جب باتیں ہو رہی ہوں تو بچوں کی بھی ویسی سوچ ہو جاتی ہے۔ بچے بھی اُس طرح ہی سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے بدظنیوں سے بچیں۔ آپس میں محبت اور پیار پیدا کریں۔ کامل فرمانبردار بنتے ہوئے، نیک اعمال بجالاتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اُس کے پیغام کو دنیا میں پھیلائیں تا کہ اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا وے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حِلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے، کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اُس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا“۔ فرمایا کہ ”ابھی مَیں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنجوقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ اُن کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیزگاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلا توقّف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے۔“ (تو یہ جو جماعت سے اخراج ہے یہ اُس زمانے سے چل رہا ہے) ”تا دوسروں کے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ اگرچہ شرعی طور پر ان پر کچھ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کیلئے اس قدر کافی تھا کہ شکّی طور پر ان کی نسبت شکایت ہوئی۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راستبازی میں ایک روشن نمونہ دکھاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص اُن کے حق میں بول سکتا۔“ (یعنی اُن کے خلاف کوئی ایسی بات کرتا۔ تو جو سزا حاصل کرنے والے یہ کہتے ہیں اور شور مچاتے ہیں کہ بغیر ثابت کئے ہم پر کیوں بعض پابندیاں لگا دی گئی ہیں؟ اُن کیلئے یہ ارشاد کافی ہے) فرمایا کہ: ”مَیں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت اُن لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راستبازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا اور پکایا جاتا ہے اُس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانونِ قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں اُن کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کیلئے ظاہر کریں گے۔“ (اشتہار 29 مئی 1898ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 222-221 اشتہار نمبر 191 ”اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کیلئے ایک ضروری اشتہار، مطبوعہ ربوہ، مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 49-48 مطبوعہ لندن)

پھر آپ نے فرمایا کہ ”اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔ تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بے جا غصّہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقّت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کیلئے درد دل سے دعا کرے۔“ (اگر کوئی بری بات کہتا ہے تو اس کیلئے دردِ دل سے دعا کرے) ”کہ اللہ تعالیٰ اسکی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔“ فرمایا ”خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتتِ اعداء ہی نہیں ہے“ (یعنی دشمنوں کو ہنسی ٹھٹھا کا موقع ہی نہیں صرف ملتا) ”بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔“ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پا سکتے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 99 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ ان نصائح پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اور جن لوگوں نے اس جلسہ میں جو پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کی وہ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بھی ٹھہریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کر لیتے ہیں۔ (حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتظامیہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:) کتنی حاضری ہے آپ کی؟ گزشتہ سال کتنی تھی؟ اس میں سے دو سو سے زائد تو شاید باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ بہر حال 440 حاضری ہے۔ اچھا۔ دعا کر لیں (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26/جولائی 2013)

......☆......☆......☆......

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالبِ دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالبِ دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29/جولائی 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دن اسلام آباد (ٹلفورڈ، برطانیہ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم شفیق احمد صاحب

(کارکن دفتر امام صاحب مسجد فضل لندن)

26/جولائی 2021 کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پاکستان سے جرمنی آکر کولون شہر میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ اس دوران مختلف جماعتی خدمتوں کی توفیق پائی۔ 2007 میں لندن آگئے اور مسجد فضل کے قریب رہائش اختیار کی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد کا اہتمام کرنے والے، سادہ مزاج، مہمان نواز ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ مسکراتے چہرے سے ملتے اور ہر وقت دوسروں کی خدمت کیلئے کمر بستہ رہتے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم ماسٹر خان محمد صاحب (ربوہ) 23/جون 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب کے پوتے، حضرت مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کے بھتیجے اور حضرت نور محمد صاحب امرتسری کے سب سے چھوٹے داماد تھے۔

(2) مکرم کامران شہزاد خان صاحب ابن مکرم محمد رفیق خان صاحب (حافظ آباد) 26/جون 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ صدر جماعت حافظ آباد، نائب صدر کوٹ لکھپت لاہور کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

(3) مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حاجی محمد اسحاق صاحب (دارالیمن وسطی سلام، ربوہ) 5/جولائی 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحومہ مکرم محمد موسیٰ صاحب مرحوم درویش قادیان کی بھتیجی تھیں اور موصیہ تھیں۔

(4) مکرم طاہر احمد صاحب ابن مکرم رئیس احمد صاحب (امیر ضلع کرنال و کروکشیتر، صوبہ ہریانہ) جولائی 2020 میں ایک تالاب نما نالے میں ڈوبنے سے وفات پاگئے۔

(5) عزیزم مسرور احمد ابن مکرم عبد الرؤوف صاحب (دارالعلوم شرقی نور، ربوہ) 12/جولائی 2020 کو 12 سال کی عمر میں درخت سے گرنے سے وفات پاگئے۔ عزیزم کے ایک کزن مربی اور ایک معلم ہیں۔

(6) مکرمہ بشریٰ ناصر احمد صاحب اہلیہ مکرم کمانڈر ناصر احمد صاحب (کراچی، حال یو.کے) 13/جولائی 2020 کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ مکرم نبیل احمد ناصر صاحب (کونسلر، سرے) کی والدہ تھیں۔

(7) مکرمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب مرحوم (دارالیمن وسطی، ربوہ) 22/جولائی 2020 کو وفات پاگئیں۔ محترم محمد اسماعیل صاحب درویش قادیان کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرم ڈاکٹر عبد الستار صاحب (بشیر آباد سٹیٹ، سندھ) 28/جولائی 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ تحریک جدید کے پنشنر تھے۔ 1959 سے 1974 تک بطور معالج بشیر آباد میں خدمت کی توفیق پائی۔

(9) مکرم محمد حنیف صاحب (ربوہ) 7/اگست 2020 کو وفات پاگئے۔ مکرم تحمید احمد صاحب (مربی سلسلہ شعبہ آرکائیو، یو.کے) کے نانا تھے۔

(10) مکرم چوہدری منظور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب (چک نمبر 23 ڈی این پی یزمان ضلع بہاولپور) 7/اگست 2020ء کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ مقامی جماعت کے 10 سال صدر رہے۔

(11) مکرم چوہدری عبد الغفور صاحب (Reutlingen، جرمنی) 10/اگست 2020 کو وفات پاگئے۔ مکرم صداقت احمد طاہر صاحب (کارکن بیت السبوح، جرمنی) کے والد تھے۔

(12) مکرمہ مبارکہ الدین صاحبہ (لیسٹر، یو.کے) 14/اگست 2020 کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ کی بڑی ہمشیرہ اور مکرم ناصر احمد خان صاحب نائب امیر یو.کے کی ساس، مکرم ہمایوں اوپل صاحب (مربی سلسلہ) اور مکرم منصور احمد کلارک صاحب (مربی سلسلہ) کی خالہ اور مکرم صباح الدین صاحب مربی سلسلہ کی دادی تھیں۔

(13) مکرم سہیل مسعود صاحب (ناروے) 9/اگست 2020 کو برین کینسر سے وفات پاگئے۔ مرحومہ مکرم عبد الہادی مسعود صاحب (درجہ سادسہ جامعہ احمدیہ یو.کے) کے والد تھے۔

(14) مکرم بشیر احمد شاہد صاحب (دارالفضل غربی، ربوہ) 29/اگست 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔

(15) مکرمہ نجمہ ندیم صاحبہ (اوکاڑہ) 30/اگست 2020 کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ مرحومہ مکرم میاں غلام مرتضیٰ صاحب مربی سلسلہ برونڈی کی بھانجی تھیں۔

(16) مکرمہ شمیم رحمن صاحبہ اہلیہ مکرم ہبۃ الرحمن صاحب (کینیڈا) یکم ستمبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم صوفی بشارت الرحمن صاحب (استاد جامعہ احمدیہ ربوہ) کی بھانجی تھیں۔ مارکھم اور نیو مارکیٹ کی جماعتوں میں بطور صدر لجنہ اور پانچ سال بطور ریجنل صدر ناردن انٹاریو خدمت کی توفیق پائی۔

(17) مکرمہ نذیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مقصود خان صاحب (ڈیریانوالہ ضلع نارووال) 18/ستمبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ مکرم شکیل احمد خان صاحب (مربی سلسلہ، استاد جامعہ احمدیہ ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(18) مکرم پروفیسر بشارت احمد صاحب (ریجنل امیر Northern Ontario، کینیڈا) 22/ستمبر 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے اور مکرم عبد السلام ظافر صاحب (سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ یو.کے) کے بھائی تھے۔

(19) مکرمہ شمیم اختر صاحبہ (جوہی ضلع دادو، سندھ) 27/ستمبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ مکرم حافظ سید مشہود احمد صاحب (استاد جامعہ احمدیہ یو.کے) کی ساس تھیں۔

(20) مکرم محمد محسن چوہان صاحب (کینیڈا) یکم اکتوبر 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ سعدیہ رفعت صاحبہ (صدر لجنہ سٹٹگارٹ، جرمنی) کے والد تھے۔ کینیڈا میں بطور قاضی خدمت کی توفیق پائی۔

(21) مکرمہ نسیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب شہید (ڈھونکی سٹر کپورہ، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ) 2/اکتوبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ آپ کا ایک پوتا جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیر تعلیم ہے۔

(22) مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ اہلیہ مکرم حنیف الرحمن صاحب سنوری (لندن، یو.کے) 13/اکتوبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ مکرم فرید الرحمن صاحب (کارکن حفاظت خاص) کی دادی اور مکرمہ حامدہ سنوری فاروقی صاحبہ کی بھابھی تھیں۔

(23) مکرم فضل منعم صاحب ابن مکرم فضل عمر صاحب مرحوم (سونگڑہ، اڈیشہ) 17/اکتوبر 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے والد اڈیشہ کے پہلے واقف زندگی دیہاتی مبلغ تھے۔ مرحوم کو بطور جنرل سیکرٹری جماعت سونگڑہ خدمت کی توفیق ملی۔

(24) مکرم چوہدری نور الدین احمد صاحب (امریکہ) 29/اکتوبر 2020 کو وفات پاگئے۔ حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریام صحابی حضرت مسیح موعود کے بیٹے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ مکرم ڈاکٹر رانا نعمان احمد صاحب (امریکہ) اور مکرم نبیل احمد رانا صاحب (کینیڈا) کے والد تھے۔

(25) مکرم محمد سعید صاحب ابن مکرم محمد دین صاحب (ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی) 10/نومبر 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ کراچی میں بحریہ سوسائٹی نیول کالونی کے صدر، جنرل سیکرٹری، سیکرٹری مال اور زعیم انصار اللہ رہے۔

(26) مکرمہ بشریٰ حکمت صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اقبال صاحب، فیصل آباد) 20/نومبر 2020 کو امریکہ میں وفات پاگئیں۔ حضرت حکیم اللہ بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ 17 سال صدر لجنہ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 11 سال فضل عمر ہسپتال میں کام کرتی رہیں۔

(27) مکرم رفیق احمد صاحب (ابن مکرم نذیر احمد صاحب ریحان، مربی سلسلہ، والد مکرم انیق احمد صاحب مربی سلسلہ، عربک ڈیسک، جرمنی) 24/نومبر 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم موصی تھے۔ مقامی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کرنے کے علاوہ وفات سے قبل بطور لوکل سیکرٹری تربیت جماعت Reinheim جرمنی خدمت کی توفیق پائی۔

(28) مکرمہ امۃ الحمید شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ارشد صاحب کاتب (پنشنر صدر انجمن احمدیہ ربوہ) 25/نومبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(29) مکرم جمیل احمد وانی صاحب ابن مکرم خواجہ نور الدین وانی صاحب (لوٹن، یو.کے) 29/نومبر 2020 کو وفات پاگئے۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت خواجہ عبد الصمد وانی صاحب (آف کشمیر) کو 1902 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر خود قادیان جا کر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ لوکل جماعت میں سیکرٹری مال کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

(30) مکرمہ پروفیسر صادقہ شمس صاحبہ (سابق پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ) اہلیہ مکرم نعمت اللہ شمس صاحب (پنشنر صدر انجمن احمدیہ ربوہ) 25/دسمبر 2020 کو وفات پاگئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی فضل دین صاحب (مانگٹ اونچا) کی بھتیجی اور حضرت میاں فتح دین صاحب گوندل کی نواسی تھیں۔ نیز مکرم محمد محمود طاہر صاحب (سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ) کی پھوپھی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

میری والدہ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ

اہلیہ ڈاکٹر ملک بشیر احمد ناصر صاحب درویش قادیان

(از بشریٰ صادقہ اہلیہ خواجہ داؤد احمد، کینیڈا)

آج میں اپنی پیاری امی کی یاد میں کچھ لکھنے بیٹھی ہوں تو دماغ میں ایک فلم چل رہی ہے اور آنکھوں کی برسات قلم کا لکھا مٹا مٹا دیتی ہے۔ میری امی امتہ الحفیظ صاحبہ 1926ء میں محترم خواجہ عبدالواحد صاحب مہاجر ابن حضرت عمر و صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر پیدا ہوئیں۔ نومبر 1953ء میں میرے والد ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش قادیان سے شادی ہوئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ خدا نے قادیان کیلئے 313 کے بابرکت عدد میں بے انتہاء برکت ڈال دی۔ یہ تمام درویش پاک روحیں تھیں۔ پھر خدا نے ان کیلئے انعام کے طور پر جنّت کی حوریں اسی دنیا میں ہی ان کو عطا کر دیں جنہوں نے قادیان کے ماحول کو جنّت نظیر بنا دیا۔ بڑا ہی حسین ماحول تھا سب لوگ انتہائی محبت کرنے والے ایک خاندان کی طرح تھے۔ ایک دوسرے کی خوشی میں خوب خوش ہوتے اور دکھ میں ایک دوسرے کیلئے تڑپ جاتے۔ اس خوبصورت ماحول میں بڑا کردار ان درویشنیوں کا تھا جن کو خدا نے خود ان درویشوں کیلئے چنا تھا گویا کہ یہ اطاعت و وفا کی پتلیاں تھیں۔ میرے اللہ کا احسان ہے کہ اُن مبارک جوڑوں میں سے ایک جوڑا میرے والدین کا بھی تھا۔ اپنے پیارے ماں باپ کی دعاؤں کی لوریاں آج بھی میرے کانوں میں گونجتی ہیں اور ان کے دعا کرتے ہوئے لب آج بھی میری آنکھوں میں پھرتے ہیں۔

میری والدہ 1953ء میں شادی کے بعد پاکستان سے قادیان آئیں اس وقت میرے ابا کو پانچ روپے ماہانہ الاؤنس ملتا تھا۔ امی ٹرینڈ ٹیچر تھیں۔ جے بی ٹی کیا ہوا تھا۔ ابتدائی درویشی کے زمانہ میں مالی مشکلات اور تنگی کا پہلو نمایاں نظر آتا تھا۔ والدہ بتایا کرتی تھیں کہ روٹی کے ساتھ اکثر کھانے کو سوائے نمک مرچ کے کچھ نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ دال کھانے کو بہت دل چاہتا تھا لیکن ایک آنہ (چھ پیسے) بھی نہ تھے کہ دال خرید سکیں۔ امی میں بہت زیادہ قناعت اور شکر کی عادت تھی اور کفایت شعار ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد سلیقہ شعار بھی تھیں۔ اپنے خاوند کی مدد کیلئے امی نے نصرت گرلز اسکول میں ملازمت شروع کر دی۔ جب ابا جی کو میڈیکل اسکول آف Ophthalmology میں ایڈمیشن مل گیا تو فیس دینے کیلئے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ امی نے چپ چاپ جا کر اپنا کچھ زیور بیچا اور فیس کیلئے ابا جی کو رقم دیتے ہوئے کہا کہ ”آپ جا کر اپنی تعلیم مکمل کریں۔ بچوں کی اور میری فکر نہ کریں۔“

اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا اور ابا جی تین سال بعد گولڈ میڈل لے کر واپس آئے اور آنے کے بعد پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت دی الحمدللہ۔ امی اپنے خاوند کی بہترین مشیر اور ان کی ہر چیز کی امین تھیں۔ انکی ہر چیز کا بغیر بتائے انکو پتہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ابا جی کے کلینک کی صفائی اور کلینک کی ہر ضرورت کا خیال رکھتیں۔ ابا جی نے آنکھوں کے بے شمار آپریشن کئے۔ ابا جی اپنے مریضوں کیلئے بڑے خلوص اور درد دل کے ساتھ دعائیں کیا کرتے تھے۔ امی اس ضمن میں بھی دعاؤں کے ذریعہ ابا جی کی ہم نوا تھیں۔

اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل توکل تھا۔ ابا جی اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اس معاشرے میں بیٹیوں کی پیدائش پر (جبکہ نرینہ اولاد نہ ہو) عورت جس امتحان میں سے گزرا کرتی تھی، ہماری امی اس بڑے امتحان میں سے بھی گزریں۔ تین بیٹیوں کے بعد چوتھے حمل سے گزر رہیں تھیں کہ ایک دن ایک ہندو سادھو ابا جی کے کلینک پر آیا (جو جانتا تھا کہ انکی بیٹیاں ہیں اور بیٹا نہیں ہے) اُس نے ابا جی سے آکر کہا کہ میرا بڑا تجربہ ہے اور یہ میری آزمودہ دوائی ہے اگر اسے پانی میں ملا کر دو تو ضرور بیٹا پیدا ہوگا۔ اور پھر خود ہی پانی میں دوائی ملا کر ابا جی کو پیش کی۔ اُسکے اصرار پر ابا جی وہ دوائی ملا پانی امی کے پاس لائے تو امی نے کہا کہ ”مجھے ایسا بیٹا نہیں چاہئے جو میرا ایمان ضائع کر دے۔ اس سے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک صالح بیٹی عطا فرمائے۔“ اللہ تعالیٰ نے چوتھی بیٹی عقیلہ عفت عطا فرمائی جس کو خدا کے فضل سے ماں باپ کی خدمت کی بہت توفیق ملی اور ساتھ ہی خدمت دین کی بھی۔ بھارت کی لجنہ کی جنرل سکریٹری اور پھر کینیڈا کی نیشنل سکریٹری تعلیم اور نائب صدر کی حیثیت سے کام کرنے کی توفیق بھی ملی۔

تمام درویش پاک روحیں تھیں، پھر خدا نے ان کیلئے انعام کے طور پر جنّت کی حوریں اسی دنیا میں ہی ان کو عطا کردیں جنہوں نے قادیان کے ماحول کو جنّت نظیر بنا دیا۔ بڑا ہی حسین ماحول تھا سب لوگ انتہائی محبت کرنے والے ایک خاندان کی طرح تھے، ایک دوسرے کی خوشی میں خوش ہوتے اور دُکھ میں ایک دوسرے کیلئے تڑپ جاتے ☆

اللہ تعالیٰ نے پانچ بیٹیوں سے نوازا۔ پانچوں کو ایسے پالا کہ ہر ایک سمجھتی تھی کہ جیسے وہی سب سے زیادہ پیاری ہے۔ رسولِ کریمؐ نے دو بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت کی بشارت دی ہے۔ ہمارے والدین نے خدا کے فضل سے پانچ بیٹیوں کی بہترین پرورش کی۔

میری امی بے حد دعا گو، تہجد گزار بہترین ماں اور بہترین استانی تھیں، دوسروں میں اچھی عادتیں اور اچھی باتیں دیکھ کر نہ صرف خوش ہوتیں بلکہ انکو اپنانا آپکے کردار کی خصوصیت تھی۔ بچوں کی تربیت کا اپنا ہی انداز تھا۔ آٹا گوندھتے وقت یا برتن دھوتے وقت اکثر درود شریف پڑھ رہی ہوتی تھیں۔ بچوں کی موجودگی میں ذرا اونچی آواز سے درود شریف پڑھتیں اور انہیں متوجہ کر کے کہتیں ”دیکھو یہ ہاتھ تو کام کر رہے ہیں منہ بالکل فارغ ہے اسلئے درود شریف پڑھنے یا کوئی اور دعا پڑھنے میں مصروف رکھنا چاہئے۔“ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی بہت رقّت سے یہ دعا کیا کرتی تھیں کہ ”اے اللہ مجھے روزے رکھنے اور عبادت کی توفیق دے“ شوگر کی مریضہ تھیں اللہ تعالیٰ ان کی بے قراری کی دعائیں سنتا اور روزوں کی بھی توفیق دیتا۔ کئی بار اعتکاف بھی کیا۔

قادیان میں لجنہ اماء اللہ کے تحت نائب سکریٹری مال کا کام 18 سال تک کرتی رہیں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تعلیم القرآن کی تحریک کی تو ہمارا گھر عصر کی نماز کے بعد اسکول کی شکل اختیار کر جاتا۔ بہت سی عورتوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھاتیں اور بہت سی عورتوں کو ترجمہ سے پڑھاتیں۔ خدمتِ خلق اور دوسروں کی مدد کا جذبہ بہت زیادہ تھا کوئی بیمار ہوتا تو تیمارداری کیلئے ہر وقت تیار رہتیں۔ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو ماں کیلئے یخنی یا پنجیری اور بچے کیلئے کپڑے اور بچھونیاں وغیرہ بنا کر لے جاتیں۔ سب عورتیں آپس میں ایک دوسرے کو آپا کہتیں۔ ان سب کے دل میں ایک دوسرے کیلئے محبت کا ایک سمندر تھا۔ ہمسایوں اور محلہ میں سب ایک گھر کی طرح رہتے تھے۔ امی سب محلے کی لڑکیوں کو اکٹھا کر کے وقارِ عمل کرواتیں اور یوں ہم اپنی گلی کی نالیاں کھیل کھیل میں ہی صاف کر لیتے۔

احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کی جھلک انکی ہر ادا میں تھی۔ انکی خواہش ہوتی کہ ضرورت مند کو کوئی ہنر سکھادیں تا کہ اسے کسی کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ سلائی میں بھی Trained Teacher تھیں۔ اور بہترین سلائی اور کڑھائی کرتی تھیں۔ بہت سی عورتوں اور لڑکیوں کو Basic سلائی اور پھر برقعہ اور کوٹ سینا سکھایا۔ اکثر گھر میں سلائی سیکھنے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ غریب عورتوں کو گاہے بگاہے کچھ سامان خرید کر دیتیں اور کسی کو مرغیاں پالنے کا مشورہ دیتیں تا کہ انکی آمدن کا کوئی ذریعہ بن سکے۔

خدا کے فضل سے بہت آسودہ حال تھیں۔ طبیعت میں بہت نرمی اور رحم تھا گھر میں ہر ملازمہ کو بیٹی کی طرح رکھا اسکو گھر میں پڑھا لکھا کر اس قابل کرنے کی کوشش کرتیں کہ وہ خط لکھنا اور پڑھنا سیکھ لے اور ساتھ ہی سلائی بھی سکھاتیں۔ یہ لڑکیاں جوان پڑھ ماحول سے آئی ہوتی تھیں اور ٹھیٹھ پنجابی بولتی تھیں انہیں اردو بولنا سکھایا تا کہ بچوں کے ساتھ اُردو میں بات کرسکیں۔ گھر کے کام میں اُنکا باقاعدہ ہاتھ بٹاتیں اور انکی عزت نفس کا بہت خیال رکھتیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب ہم بہنوں میں سے کوئی بھی قادیان جاتی تو اب تک بھی وہ لڑکیاں بڑی محبت سے ہمیں ملنے آتی ہیں اور امی کو ہمیشہ ماں کی طرح یاد کرتی ہیں۔

ایک بار امی کی ایک ملازمہ ملنے آئی تو امی کا ذکر کرتے ہوئے انگلی کے پورے سے آنسو پونچھتی جاتی تھی اور بتاتی تھی کہ ”مجھے بہن جی (امی کو بہن جی کہتی تھی) نے پڑھنا لکھنا سکھایا۔ میں نو یا دس سال کی آئی تھی۔ ایک بار میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں تو اپنے ہاتھ سے میرا سر صاف کیا۔ شادی کی عمر کو پہنچی تو ماں کی طرح میرے لئے بستر، کپڑے اور برتن محبت سے بنائے۔ چھ لڑکیاں امی کے پاس مختلف وقتوں میں ملازم رہیں۔ سب کو لکھا پڑھا یا اور شادی پر بہت کچھ دے کر رخصت کیا۔ شادی کے بعد جب وہ ملنے آتیں تو انکا ایسے ہی خیال رکھتیں کہ وہ میکے آئی ہوئی ہیں۔ انکی مہربانیاں گھر کی ملازمہ تک محدود نہ تھیں بلکہ جب کبھی بھی کوئی مزدور گھر کی مرمت وغیرہ کا کام کرنے آتا تو ان کیلئے اچھا کھانا اور چائے کا اہتمام ضرور کرتیں۔

امی کی دینی اور دنیوی Skills کا دائرہ کافی وسیع تھا۔ حساب کے سوال (Math Problems) بہت آسانی سے اور بہترین انداز میں حل کر لیتی تھیں۔ نویں اور دسویں کلاس تک مشکل سوالوں میں ہماری مدد کیا کرتی تھیں۔ History اور Geography میں اتنا عبور تھا کہ اپنے بچوں کو ان Subjects میں بھی بھرپور مدد دیتیں اور بہت اچھی طرح ہاتھ سے نقشہ کھینچ کر مختلف Continents اور ملکوں کی نشاندہی کرتیں۔

مہمان نوازی کا بھی انوکھا انداز تھا۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں انڈیا کے مختلف صوبوں سے مہمان آیا کرتے تھے۔ قادیان کے خوشبودار باسمتی چاولوں کو بہت پسند کرتے اور سوغات کے طور پر واپس گھروں کو لے جانے کی خواہش مند ہوتے۔ جو مہمان بھی امی سے اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے امی ان کیلئے تکیے کا غلاف سیتیں اور انہیں باسمتی کے چاول بھر کر اور اچھی طرح سی کر تحفتاً بھیج دیتیں۔ کئی بار جلسہ کے دنوں میں نازک طبع مہمانوں کو لنگر کی روٹی موافق نہ آتی اور پیٹ خراب ہونے کی شکایت ہوتی تو صبح صبح بہشتی مقبرہ کی سیر سے واپس آتے ہوئے عورتوں کو اپنے گھر لے آتیں اور انہیں گھر کی روٹی (پراٹھے) کھلاتیں۔ مہمانوں کی خدمت کر کے چہرہ خوشی سے چمکنے لگتا۔ اس بات پر بہت خوش ہوتیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کا موقعہ مل رہا ہے۔ ان کی شخصیت میں عجیب کشش تھی جو ایک دفعہ ان سے ملتا انکا گرویدہ ہو جاتا۔

شکر گزاری کا وصف انکی زندگی میں نمایاں نظر آتا تھا ہر لحظہ شکر کیا کرتی تھیں کہ خدا نے مجھے درویش خاوند عطا کیا اور قادیان جیسی پر سکون جگہ میرے لئے چنی۔ اپنے بچوں میں بھی یہ وصف دیکھنا چاہتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دن جبکہ ہم چار بہنیں (تین سے آٹھ سال کی عمر تک کی) صحن میں کھیل رہی تھیں کہ دروازہ پر دستک ہوئی ایک شخص اپنے کھیت کے خربوزے تحفۃً دے کر چلا گیا۔ امی نے ہم سب کو بلا کر چارپائی پر بٹھایا اور بتایا کہ ”دیکھو یہ خربوزے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجے ہیں۔ اللہ میاں کا شکر ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اور زیادہ دیتا ہے۔“ یہ بتا کر ہمیں خربوزے کی قاشیں کاٹ کاٹ کر دینے لگیں ہم بھی اپنی عمر کے مطابق کہتے جاتے کہ اللہ میاں! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں میٹھے خربوزے کھانے کو دیئے۔ ابھی کھا کر اُٹھے بھی نہ تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور کوئی دروازے پر آم چھوڑ کر چلا گیا۔ امی نے کہا دیکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے شکر کرنے کی وجہ سے اور نعمت بھیج دی۔ پھر اسکے بعد دوسرا، تیسرا اور چوتھا نعمتوں کا تحفہ آتا رہا اور یہ اللہ کی بندی اپنے بچوں کو اللہ کا شکر ادا کرنا سکھاتی رہی۔ یوں لگتا تھا کہ آسمان کا خدا اپنی بندی کی کوشش میں شریک ہو گیا تھا جبکہ وہ اپنی بچیوں کو اللہ کا شکر کرنے کا سبق سکھا رہی تھی۔

بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے میں امی بہت زیادہ Supportive تھیں۔ عزیزہ کو B.A کے بعد انگلش میں M.A کرنے کیلئے جالندھر میں پڑھنے کیلئے بھیجا۔ وہ قادیان کی پہلی لڑکی تھی جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے قادیان سے باہر گئی جہاں ہوسٹل کی 600 غیر مسلم لڑکیوں میں کوئی بھی مسلم لڑکی نہ تھی۔ امی کی باقاعدہ راہنمائی اور حوصلہ افزائی کے بغیر عزیزہ کیلئے اُس وقت کے مشکل حالات میں تعلیم مکمل کرنا ممکن نہ تھا۔ ہماری کامیابیوں پر امی کی آنکھوں سے جو محبت خوشی اور خدا کی شکر گزاری چھلکتی تھی اسے دیکھ کر ہم یوں خوش ہوتے گویا ہمیں جنّت مل گئی ہے۔ وہ واقعی ہماری جنّت تھیں!

شوگر کی مریضہ ہونے کی وجہ سے امی کے گردے ٹھیک سے کام نہیں کر رہے تھے اور صحت بگڑتی گئی۔ یہاں تک کہ یہ بہت ہی پیارا اور ہر وقت دعائیں کرنے والا وجود 9 اور 10 اگست 1987ء کی درمیانی رات کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آخری وقت میں میں امی کے پاس بیٹھی تھی۔ مجھے کہا کہ ”درود شریف پڑھو اور میرے اوپر پھونکو“ یہ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں۔ اے میرے پیارے اللہ میرے پیارے ماں، باپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرما اور ہر آن انکے درجات بلند کرتا جا۔ آمین ثُمّ آمین۔

سونپا ہے تمہیں خالق و مالک کی اماں میں
سوئے ہو یہاں، آنکھ کھلے باغِ جناں میں

......☆......☆......

اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ اَے خدا! میں تجھ سے اپنی نیکیوں کا بدلہ نہیں مانگتا تو میری خطائیں معاف کردے

اللہ کی قسم! مَیں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات برکت کے لحاظ سے میری بات سے بہت عظیم تھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4/جون 2021 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوۂ اُحد کے بعد مسلمانوں کو کونسا غزوہ پیش آیا؟

جواب: غزوۂ اُحد کے بعد مسلمانوں کو غزوۂ حمراء الاسد پیش آیا۔

سوال: حمراء الاسد مدینہ سے کتنی مسافت پر واقع ہے؟

جواب: حمراء الاسد مدینہ سے آٹھ میل کی مسافت پر واقع ہے۔

سوال: غزوہ حمراء الاسد کیوں پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جنگِ اُحد کے اختتام پر بظاہر لشکرِ قریش نے مکہ کی راہ لے لی تھی مگر یہ اندیشہ تھا کہ ان کا یہ فعل مسلمانوں کو غافل کرنے کی نیت سے نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک لوٹ کر مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں۔ یہ اندیشہ درست تھا کیونکہ اگلے روز صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قریش کا لشکر مدینہ سے چند میل جا کر ٹھہر گیا ہے اور رؤسائے قریش ارادہ رکھتے ہیں کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیوں نہ مدینہ پر حملہ کر دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فوراً اعلان فرمایا کہ مسلمان تیار ہو جائیں مگر ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو اُحد میں شریک ہوئے تھے اَور کوئی ہمارے ساتھ نہ نکلے۔

سوال: قبیلہ خزاعہ کے رئیس نے ابوسفیان سے کیا کہا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قبیلہ خزاعہ کا رئیس مَعْبَد، ابوسفیان کے پاس گیا اور اسے جا کر کہنے لگا کہ تم کیا کرنے لگے ہو؟ واللہ! مَیں تو ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کو حمراء الاسد میں چھوڑ کر آیا ہوں اور ایسا بارعب لشکر میں نے کبھی نہیں دیکھا اور احد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی بھسم کر جائیں گے۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں پر مَعْبَد کی ان باتوں سے ایسا رعب پڑا کہ وہ مدینہ پر حملے کا ارادہ ترک کر کے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

سوال: غزوۂ بنو مُصْطَلِق کب اور کیوں پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ بنو مصطلق شعبان پانچ ہجری میں ہوا۔ اسے غزوۂ مُرَیْسِیع بھی کہتے ہیں۔ قبیلہ بنو خُزَاعَہ کی ایک شاخ بنو مصطلق نے مدینہ کے خلاف حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی اور ان کے رئیس حارث بن اَبِی ضِرَار نے اس علاقہ کے دوسرے قبائل میں دورہ کر کے بعض اَور قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے حسب عادت مسلمانوں کو پیش قدمی کے طور پر دیار بنو مصطلِق کی طرف روانہ ہونے کی تحریک فرمائی۔

سوال: غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر کونسا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوہ بنو مصطلق سے واپسی پر مہاجر و انصار کے دو اشخاص کی آپس میں لڑائی ہو گئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ لگا تو آپؐ نے فرمایا اس بات کو چھوڑ دو۔ یہ گندی بات ہے۔ جب عبداللہ بن اُبَی نے یہ سنا، تو اس نے کہا کہ انہوں نے تو ایسا کر لیا کہ ایک مہاجر نے انصار کی کمر پر مارا، چاہے ایک تھپڑ ہی مارا ہو لیکن اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ کی طرف لَوٹے تو ضرور معزز ترین شخص (نعوذ باللہ) ذلیل ترین شخص کو وہاں سے باہر نکال دے گا۔

سوال: عبداللہ بن اُبَی کی بات سن کر حضرت عمرؓ نے کیا کہا؟

جواب: حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجیے کہ مَیں اس منافق کی گردن مار دوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانے دو۔ لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

سوال: عبداللہ بن اُبی کے اپنے لوگ اس سے بیزار ہو گئے تھے اس بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے کیا فرمایا؟

جواب: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عمرؓ! جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کے واسطے کہا تھا اگر مَیں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ ناک منہ چڑھاتے۔ اب اگر انہی لوگوں کو مَیں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں گے۔ دیکھو صبر کی وجہ سے اور حالات سامنے آنے کی وجہ سے وہی جو اس کے حمایتی تھے آج اس کے خلاف ہو گئے ہیں اور یہ اس کو قتل بھی کر سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مَیں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات برکت کے لحاظ سے میری بات سے بہت عظیم تھی۔

سوال: عبداللہ بن اُبَی کی نماز جنازہ کے وقت حضرت عمرؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا عرض کی؟

جواب: حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین کی نماز جنازہ سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ مَیں ان کیلئے استغفار کروں یا نہ کروں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کی نماز جنازہ پڑھنے کی کلیۃً ممانعت فرما دی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھانی بند کر دی تھی۔

سوال: صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت عمرؓ کو مکہ بھیجنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ میں آپؐ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ معزز ہے یعنی حضرت عثمان بن عفانؓ۔

سوال: صُلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کی ناواجب شرائط کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنے کرب کا اظہار کس طرح کیا؟

جواب: حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: کیا آپؐ خدا کے برحق رسول نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں ہاں ضرور ہوں۔ عمرؓ نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں ہاں ضرور ایسا ہی ہے۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے سچے دین کے معاملہ میں یہ ذلّت کیوں برداشت کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ کی حالت کو دیکھ کر مختصر الفاظ میں فرمایا دیکھو عمرؓ! مَیں خدا کا رسول ہوں اور مَیں خدا کے منشاء کو جانتا ہوں اور اس کے خلاف نہیں چل سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔

سوال: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: دیکھو عمر سنبھل کر رہو اور رسولِ خدا کی رکاب پر جو ہاتھ تم نے رکھا ہے اسے ڈھیلا نہ ہونے دو کیونکہ خدا کی قسم یہ شخص جس کے ہاتھ میں ہم نے اپنا ہاتھ دیا ہے بہر حال سچا ہے۔

سوال: بے صبری کے نتیجہ میں سوال کرنے پر حضرت عمرؓ کی کیا حالت رہی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ ہمیشہ حسرت سے یہی کہتے رہے کہ کاش میں نے آنحضورؐ سے وہ سوال نہ کیا ہوتا۔ حضور فرماتے ہیں: بارہا میں یہ سوچتا ہوں کہ بستر مرگ پر آخری سانسوں میں حضرت عمرؓ جب لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ کا ورد کر رہے تھے کہ اے خدا! میں تجھ سے اپنی نیکیوں کا بدلہ نہیں مانگتا تو میری خطائیں معاف کر دے تو سب خطاؤں سے بڑھ کر اس ایک خطا کا تصور آپؓ کو بے چین کئے ہوئے ہوگا جو میدان حدیبیہ میں آپؓ سے سرزد ہوئی۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی کس رنگ میں دلجوئی فرمائی؟

جواب: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: صلح حدیبیہ سے واپسی پر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تین دفعہ مخاطب کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش رہے۔ اس بنا پر میں بہت ڈرا ہوا تھا کہ اتنے میں کسی شخص نے میرا نام لے کر آواز دی کہ عمر بن خطابؓ کو رسول اللہؐ نے یاد فرمایا ہے۔ مَیں نے کہا کہ بس ہو نہ ہو میرے متعلق کوئی قرآنی آیت نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ مَیں گھبرایا ہوا جلدی جلدی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے آپؐ کے پہلو میں آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ پر اِس وقت ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر آپؐ نے سورۂ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! کیا یہ صلح واقعی اسلام کی فتح ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں یقیناً یہ ہماری فتح ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ تسلی پا کر خاموش ہو گئے۔

......☆......☆......☆......

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

❁ ندامت اور پشیمانی توبہ کی علامت ہے

❁ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اُس نے گناہ کیا ہی نہیں

توبہ و استغفار کی فضیلت و اہمیت پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/مئی 2004 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے کونسی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی؟

جواب: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے آیت: وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (سورۃ النساء آیت نمبر: 111) کی تلاوت فرمائی۔

سوال: انسانی فطرت کیسی بنائی گئی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انسان کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے کہ غلطیوں، کوتاہیوں اور سستیوں کی طرف بہت جلد راغب ہو جاتا ہے اور اس بشری کمزوری اور فطری تقاضے کی زد میں ایک عام آدمی تو آتا ہی ہے لیکن نیک لوگ بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے حتیّٰ کہ انبیاء بھی اس کی زد میں آ سکتے ہیں۔

سوال: انبیاء اس فطری کمزوری سے اپنے آپ کو کس طرح محفوظ رکھتے ہیں؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: انبیاء اس فطرتی کمزوری اور ضعف بشریت سے خوب واقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو ہماری ایسی حفاظت کر کہ وہ بشری کمزوریاں ظہور پذیر ہی نہ ہوں۔

سوال: حضور انور نے استغفار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے احبابِ جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انبیاء کی یہ حالت ہوتی ہے

کہ وہ ہر وقت استغفار اور اپنے ربّ سے اس کی حفاظت میں رہنے کی دعا کرتے ہیں تو پھر ایک عام آدمی کو کس قدر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سے جو روزانہ سینکڑوں غلطیاں ہوتی ہیں ان سے بچنے کیلئے استغفار کرے۔ پس اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں۔ ہماری بدقسمتی ہوگی اگر خدا کے غفور رحیم ہونے کے باوجود ہم اسکی رحمتوں سے حصہ نہ لے سکیں اور بجائے نیکیوں میں ترقی کرنے کے برائیوں میں دھنستے چلے جائیں۔

سوال خدا کے غفور اور تواب ہونے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان فرمایا؟

جواب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت کے گناہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے اور دن کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے، اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو۔

سوال استغفار کے کی معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: غفر کہتے ہیں ڈھکنے کو۔ استغفار کے معنی یہ ہیں کہ خدا سے اپنے گزشتہ جرائم اور معاصی کی سزا سے حفاظت چاہنا اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے حفاظت مانگنا۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کی کیا علامت بیان فرمائی؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ندامت اور پریشانی توبہ کی علامت ہے۔

سوال سچی توبہ کرنے والے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بیان فرمایا؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

سوال توبہ اور استغفار کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کیلئے خدا سے معاملہ صاف کرلے۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا۔ اور پھر اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا۔

سوال استغفار کرنے والے شخص کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمہ وقت استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اس کے نکلنے کیلئے راہ پیدا کر دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اسے اس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکے۔

سوال بعض لوگوں کو دوسروں کے متعلق فتوے لگانے کی عادت ہوتی ہے کہ فلاں گنہگار ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بخشنا یا نہ بخشنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بندے کا کام نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا کام کسی بندے کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ ایسی باتیں کر کے سوائے اپنی عاقبت خراب کرنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں حضور انور نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ: حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ نہیں بخشے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اسے بخش دیا ہاں خود اس شخص کے اعمال ضائع ہو گئے جس نے ایسا کہا۔

سوال جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں قرض کی شکایت اور اولاد کیلئے دعا کیلئے کہتے حضور علیہ السلام ایسے لوگوں سے کیا فرماتے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: استغفار بہت پڑھا کرو انسان کے واسطے غموں سے سبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے، نیز استغفار کلید ترقیات ہے۔ اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔ یاد رکھو یقین بڑی چیز ہے۔ جو شخص یقین میں کامل ہوتا ہے خدا تعالیٰ خود اس کی دستگیری کرتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے استغفار کا کیا طریق بتایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہئے۔

سوال قبض کے دور کرنے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا علاج بتایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھ جاتی ہے نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن قبض کی حالت میں ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھے۔ قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی آیت کے حوالہ سے استغفار کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: استغفار عذاب الٰہی اور مصائب شدیدہ کیلئے سِپر کا کام دیتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورۃ الانفال آیت نمبر: 34) یعنی اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جبکہ وہ مغفرت اور بخشش طلب کر رہے ہوں تو" اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذاب الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔

سوال سچی توبہ کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: توبہ ایک طرف (موت) کو چاہتی ہے جس کے بعد انسان زندہ کیا جاتا ہے اور پھر نہیں مرتا۔ توبہ کے بعد انسان ایسا بن جاتا ہے کہ گویا نئی زندگی پا کر دنیا میں آیا ہے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

گزشتہ دس شماروں یکم اپریل تا 3 جون میں اس مضمون کی تفصیل آچکی ہے اس لئے اس جگہ مزید کچھ نہ لکھتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انعامی چیلنج پیش کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

اگر اب بھی عیسائی باز نہ آویں تو بہتر ہے کہ ہم اور ان کے چند سرگروہ مباہلہ کے طور پر میدان میں آکر خدا کے انصاف سے فتویٰ لے لیں جھوٹے پر بغیر تعین کسی فریق کے لعنت کرنا کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ نہ ہم میں نہ عیسائیوں میں نہ یہودیوں میں۔ یہی وجہ ہے کہ پادری وایٹ بریخت شملہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے چند اپنے عیسائیوں کے ساتھ قادیان میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ آتھم نہیں مرا۔ میں نے کہا کہ اس نے اسلامی پیشگوئی سے ڈر کر پیشگوئی کی شرط سے فائدہ اٹھایا اور خود اقرار کیا کہ میں ڈرتا رہا اور ان حملوں کا ثبوت نہ دے سکا جو ڈرنے کی وجہ ٹھہرائی۔ وایٹ نے کہا کہ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین یعنی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ میں نے کہا کہ بیشک جھوٹوں پر لعنت وارد ہوگی۔ اگر آتھم جھوٹا ہے یا میں تو خدا اس کا فیصلہ کر دے گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس لعنت کا اثر آتھم پر وارد ہو گیا اور چار دن تک جان کندن کا سخت عذاب اٹھا کر دائمی عذاب کے زندان میں جا پڑا۔ پادری وائٹ بریخت کو اگر خدا کا خوف ہے تو اب سمجھ سکتا ہے کہ ہم دونوں یعنی آتھم اور اس راقم میں سے کون لعنتی تھا۔

اب اس قصہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ پادری وائٹ بریخت نے بھی چاہا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہو سو چونکہ آتھم جھوٹا تھا اس لئے اس پر لعنت پڑ گئی۔ سو اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آتھم کے معاملہ میں کسی پادری صاحب یا کسی اور عیسائی کو شک ہے اور خیال کرتا ہو کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی تو لازم ہے کہ **مجھ سے مباہلہ کرے۔**

اور لعنت کا مفہوم اپنے مخالفوں کے لئے خود یسوع نے بھی استعمال کیا ہے کیونکہ واویلا یہودیوں پر یسوع کے کلام میں آیا ہے اور واویلا اور لعنت ایک ہی چیز ہے اور یسوع نے مخالفوں کے عذاب کی پیشگوئی بھی کی ہے اس صورت میں وہ طریق جو عیسائیوں کے مرشد اور گرو نے استعمال کیا ہے اس پر اعتراض کرنا سخت ناسعادت مندی ہے۔ ماسوا اس کے اگر اس لعنت کے لفظ کو استعمال کرنا نہیں چاہتے تو سزا یا عقوبت کے لفظ کو استعمال کریں اور اگر ایک سال تک ایسا آدمی جو مباہلہ کے میدان میں آوے آسمانی عقوبت سے سزایاب نہ ہو جاوے تو میں لکھ دوں گا کہ بیشک میری پیشگوئی غلط نکلی اور اگر کوئی مقابل پر نہ آیا تو تمام ناظرین سمجھ لیں کہ عیسائی بوجہ ناحق پر ہونے کے بھاگ گئے۔

یہ بھی مناسب دیکھتا ہوں کہ چونکہ عیسائیوں کا مذہبی عناد بہت بڑھ گیا ہے اس لئے نہایت ضروری ہے کہ روز کا جھگڑا طے کرنے کے لئے ساتھ ہی اسلام اور عیسائیت کا مباہلہ بھی میرے ساتھ کرلیں۔ اگر عیسائی لعنت کے لفظ سے متنفر ہیں تو اس لفظ کو جانے دیں بلکہ دونوں فریق یہ دعا کریں کہ یا الٰہ العالمین اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تثلیث کی تعلیم سراسر جھوٹی اور شیطانی طریق ہے اور مریم کا بیٹا ہرگز خدا نہیں تھا بلکہ ایک انسان تھا اور نبی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر اور رسول اور خاتم الانبیاء تھے اور قرآن خدا کا پاک کلام ہے جو ہر ایک غلطی اور ضلالت سے پاک ہے۔ اور عیسائی اس تعلیم کو پیش کرتے ہیں کہ مریم کا بیٹا یسوع درحقیقت خدا تھا وہی تھا جس نے زمین و آسمان پیدا کیا اسی کے خون سے دنیا کی نجات ہوگئی۔ اور خدا تین اقنوم ہیں باپ، بیٹا روح القدس اور یسوع تینوں کا مجموعہ کامل خدا ہے۔ اب اے قادر ان دونوں گروہ میں اس طرح فیصلہ کر کہ جو ہم دو فریق میں سے جو اس وقت مباہلہ کے میدان میں حاضر ہیں جو فریق جھوٹے اعتقاد کا پابند ہے اس کو ایک سال کے اندر بڑے عذاب سے ہلاک کر کیونکہ تمام دنیا کی نجات کے لئے چند آدمی کا مرنا بہتر ہے۔

غرض ہر ایک فریق ہم میں سے اور عیسائیوں میں سے دعا کرے اس طرح پر کہ اول ایک فریق یہ دعا کرے اور دوسرا فریق آمین کہے اور پھر دوسرا فریق دعا کرے اور پہلا فریق آمین کہے اور پھر ایک سال تک خدا کے حکم کے منتظر رہیں اور میں اس وقت اقرار صالح شرعی کرتا ہوں کہ ان دونوں مباہلوں میں **دو ہزار روپیہ ان عیسائیوں کے لئے جمع کرا دوں گا** جو میرے مقابل پر مباہلہ کے میدان میں آویں گے یہ کام نہایت ضروری ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ زندہ اور قادر خدا ہمارے ساتھ ہے۔ عیسائی بھی کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔

اب اس مباہلہ سے یہ بڑا فائدہ ہوگا کہ پبلک کو معلوم ہو جائے گا کہ کس قوم کے ساتھ خدا ہے۔ اور اگر عیسائی قبول نہ کریں تو لعنت کا ذخیرہ ان کے لئے آسمان پر جمع ہوگا اور لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے مخاطب ڈاکٹر کلارک۔ پادری عماد الدین۔ حسام الدین ایڈیٹر کشف الحقائق۔ منشی صفدر علی بھنڈارہ۔ پادری فتح مسیح اور ہر ایک ایسا شخص جو پادری اور معاند اسلام ہو درخواست کرے۔ یہ طریق فیصلہ بہتر ہے تا دنیا روز کے جھگڑوں سے نجات پاوے۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 31)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 19 - August - 2021 Issue. 33

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

✪ اگر سب مسلم دُنیا ایسی ہوجائے جیسے احمدیت اتحاد سے رہتی ہے تو مسلمان اتنے مضبوط ہوجائیں کہ دُنیا کی کوئی طاقت اسلام کے خلاف نہ بول سکے (نائیجر کے ایک غیر احمدی دوست عیسیٰ صاحب)

✪ مجھے یقین آ گیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا فرقہ ہے تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے میں جلد اس میں شامل ہوجاؤں گا (نائیجریا سے ایک غیر از جماعت دوست)

✪ عورت کے حقوق کے بارے میں جو باتیں امام جماعت احمدیہ نے بتائی ہیں یہ جان کر مجھے اپنے عورت ہونے پر فخر ہوا ہے (نائیجر سے ایک غیر احمدی خاتون مریم الیاس صاحبہ)

✪ مَیں احمدی نہیں ہوں پھر بھی میرے گھر کے تمام افراد نے بڑی دلجمعی سے جلسہ سنا، مَیں بہت جلد احمدیہ مشن جا کر جماعت احمدیہ میں شامل ہوجاؤں گا (مالی کی ایک غیر احمدی عمر باری صاحب)

✪ ہم بچپن سے سنتے آ رہے تھے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو پوری دنیا اس کو دیکھ لے گی
آج جلسہ کی کارروائی دیکھ کر یقین آیا کہ یہ جماعت واقعی امام مہدی کی جماعت ہے جس کو ساری دنیا اس وقت دیکھ رہی ہے (کیمرون کے ایک گاؤں کے غیر احمدی چیف الحاجی عثمان صاحب)

✪ جو بھی خلیفہ وقت نے کہا وہ جذبات کو گرما دینے والا تھا، انکے خطابات کے دوران میرے آنسو گرتے رہے، اسلام واقعی زندگی بخش اور سچائی کا راستہ ہے (آسٹریا سے ایک نو احمدی ڈوناٹیلا صاحبہ)

✪ ہم نے اپنی زندگی کا ایک لمبا حصہ عیسائیت میں ضائع کرلیا ہے، یہاں پر ہم نے جو تین دنوں میں سیکھا ہے وہ عیسائیت میں رہ کر پوری زندگی نہیں سیکھ سکتے (کونگو کے ایک عیسائی دوست موک نگا چپنی صاحب)

جلسہ سالانہ یو.کے 2021 کے متعلق ناظرین جلسہ کے نہایت ایمان افروز تاثرات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/ اگست 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: الحمد للہ گزشتہ جمعہ کو جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اپنے روحانی ماحول کے نظارے دکھاتا ہوا اختتام کو پہنچا۔ جیسا میرا طریق ہے کہ جلسہ کے بعد کے جمعہ میں کارکنان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو مختلف شعبہ جات میں کام کر رہے تھے۔ دنیا سے لکھنے والے بھی ان رضا کاروں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں جن کی جہاں بھی ڈیوٹی تھی انہوں نے وہاں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جنوں کی طرح کام کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ پس میں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں مردوں کا بھی عورتوں کا بھی کہ نامساعد حالات میں اور موسم کی شدت کے باوجود سب نے بے نفس ہو کر کام کیا ہے اور جلسہ کی ڈیوٹیوں کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس سال کے منفرد انتظام کے ساتھ ہونے والے جلسہ نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ایسے دروازے کھولے ہیں جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کرتے ہوئے اس کے آگے جھکتا چلا جاتا ہے۔

اس سال پہلی مرتبہ جماعتیں لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے جلسہ میں شامل ہوئیں یعنی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر جلسہ سن رہی تھیں اور یہاں جلسہ گاہ میں بھی سکرین پر لوگ نظر آ رہے تھے۔ یو.کے کے علاوہ بائیس ممالک میں سینتیس مقامات پر لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے احباب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے تھے اور عورتوں کی طرف سے بھی لائیو سٹریمنگ کا پہلی دفعہ انتظام ہوا تھا اس کی وجہ سے مختلف ممالک سے عورتوں نے بھی بڑی خوشی کا اظہار کیا اور ایک اندازے کے مطابق پینتیس ہزار کے قریب عورتوں نے عورتوں کے پروگرام کو دیکھا اور سنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کے متعلق ایمان افروز تاثرات و واقعات سناتے ہوئے فرمایا: نائیجر کے ایک غیر احمدی دوست عیسیٰ صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے سن رکھا تھا کہ جماعت احمدیہ اسلام کے خلاف ہے اور انہوں نے مسجد میں ٹی وی رکھا ہوا ہے جو کہ جائز نہیں لیکن جلسہ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ اگر سب مسلم دنیا ایسی ہو جائے جیسے احمدیت اتحاد سے رہتی ہے اور اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے تو مسلمان اتنے مضبوط ہو جائیں کہ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے خلاف نہ بول سکے۔

زیمبیا سے ایک عیسائی ٹیچر کہتے ہیں مَیں جلسہ کی کارروائی سن کر بہت محظوظ ہوا ہوں مجھے اسلامی تعلیمات کا علم ہوا ہے اور اب مجھے پتہ لگا کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو ضرورت مندوں کی مدد کرے۔ مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

نائیجیریا سے ایک غیر از جماعت دوست نے کہا اس جلسہ کی کارروائی سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی سچا فرقہ ہے تو وہ احمدیہ جماعت ہی ہے میں جلد اس میں شامل ہوجاؤں گا۔

مساکا زیمبیا سے غیر از جماعت ایک استاد کہتے ہیں کہ آج ہم نے آپ کے خلیفہ سے ایک بات سیکھی ہے کہ اسلام میں عورت کو آزادی رائے کا پورا حق حاصل ہے۔ اسلام صرف واحد مذہب ہے جس نے عورت کے حقوق پر زور دیا ہے۔

نائیجر کی ایک غیر احمدی خاتون مریم الیاس صاحبہ نے بتایا کہ عورت کے حقوق کے بارے میں جو باتیں امام جماعت احمدیہ نے بتائی ہیں یہ اسلام کی حقیقی تعلیمات جان کے مجھے اپنے عورت ہونے پر فخر ہوا ہے۔ کاش اس بات کو سب لوگ سمجھ لیں تو دنیا ہی جنت بن جائے۔

نائیجر سے ایک غیر احمدی خاتون نفیسہ آدموس کہتی ہیں پہلی بار میں نے امام جماعت احمدیہ کا خطاب سنا اور مجھ پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ جو عزت و احترام سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورت کو دیا ہے آج اگر دنیا میں اسے کوئی پورا کر رہا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

کیمرون کے معلم کہتے ہیں کہ شہر مروا کے قریب ایک گاؤں کے چیف الحاجی عثمان جو غیر احمدی ہیں انہوں نے جلسہ کی کارروائی ایم.ٹی.اے افریقہ کے ذریعہ دیکھی تو کہنے لگے ہم بچپن سے سنتے آ رہے تھے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو پوری دنیا اس کو دیکھ لے گی۔ آج جلسہ کی کارروائی دیکھ کر یقین آیا کہ یہ جماعت واقعی امام مہدی کی جماعت ہے جس کو ساری دنیا اس وقت دیکھ رہی ہے۔ خدا کے نبی کی بات پوری ہوتے آج میں نے دیکھی۔

امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ کیتا شہر کے ایک استاد عمر باری صاحب نے فون کر کے بتایا کہ گو کہ مَیں احمدی نہیں ہوں لیکن پھر بھی نہ صرف مَیں نے بلکہ گھر کے تمام افراد نے بڑی دلجمعی سے جلسہ کی کارروائی سنی۔ عمر باری صاحب نے کہا کہ انشاء اللہ وہ جلد احمدیہ مشن آ کر اپنی فیملی سمیت جماعت احمدیہ میں شمولیت حاصل کریں گے۔

امیر صاحب تنزانیہ لکھتے ہیں اروشا ریجن سے ایک غیر احمدی خاتون جابو صاحبہ نے بتایا کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے جلسہ سالانہ دیکھا ہے اتنا پرسکون اجتماع میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ ہر پروگرام میں اسلام کی حقیقی تعلیم کے بارے میں بتایا جاتا تھا۔ بلاشبہ احمدیوں کی اپنے خلیفہ سے محبت کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔

ملائشیا سے ایک نومبائع کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ یو.کے کو دیکھ کر مَیں خدا تعالیٰ کا بہت شکرگزار ہوں کہ مجھے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے اور امام الزمان کو پہچاننے کی توفیق حاصل ہوئی۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ میں خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفادار اور فرمانبردار رہوں گا۔

آسٹریا سے اشرف ضیاء صاحب کہتے ہیں کہ ڈوناٹیلا صاحبہ نے اس سال کے شروع میں بیعت کی۔ وہ کہتی ہیں کہ جو بھی خلیفہ وقت نے کہا وہ جذبات کو گرما دینے والا تھا۔ ان کے خطابات کے دوران میرے آنسو گرتے رہے۔ اسلام واقعی زندگی بخش اور سچائی کا راستہ ہے۔ میری زندگی بدل رہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بہت شکرگزار ہوں کہ اس نے مجھے احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔

کانگو برازویل کی ایک جماعت گمبوما میں تینوں دن ٹی وی پر جلسہ دکھایا گیا۔ اس علاقے میں صرف ایک ہی ٹی وی سٹیشن ہے اور اس پر ہمارے جلسہ کے لائیو پروگرام چلتے رہے۔ گمبوما کے اردگرد تیس دیہات کی جماعت نے بھی ریڈیو کے ذریعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ دوران جلسہ اللہ کے فضل سے بارہ افراد کو بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔

گنی بساؤ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے اکثر نومبائعین اپنے عزیز واقارب اور دوستوں کے ساتھ دُور دُور سے جلسہ سننے آئے تھے۔ تیسرے دن اختتامی خطاب سننے کے بعد یہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کے خلیفہ نے ہمارے دل جیت لئے ہیں اور جو اسلام انہوں نے پیش کیا ہے وہی حقیقی اسلام ہے اس موقع پر 127 افراد مرد اور عورتوں نے احمدیت قبول کی۔

کونگو کے ایک عیسائی دوست موک نگا چپنی صاحب نے کہا کہ مجھے تو لگتا ہے کہ اس طرح کی تعلیمات اور رہنمائی ہمیں کہیں نہیں ملے گی۔ ہم نے اپنی زندگی کا ایک لمبا حصہ عیسائیت میں ضائع کر لیا ہے۔ یہاں پر ہم نے جو تین دنوں میں سیکھا ہے وہ عیسائیت میں رہ کر پوری زندگی بھی نہیں سیکھ سکتے۔ ہماری بھلائی اب اسی میں ہے کہ ہم ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اس طرح میاں بیوی اور بچوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔

صمد غوری صاحب البانیا سے لکھتے ہیں ایک دوست ڈاکٹر بیار صاحب نے بتایا کہ میں نے خلیفہ وقت کے خطابات کے علاوہ جلسہ سالانہ یو.کے کے دیگر پروگرام بھی دیکھے ہیں آج کے اس دور میں جلسہ سالانہ لوگوں کی ہدایت کیلئے ایک اہم ضرورت ہے۔ جلسہ سالانہ میں جو نظارے دیکھے ان میں ہیومینٹی فرسٹ کے افریقہ کے غریب علاقے میں خدمات کے نظارے نے مجھے بہت متاثر کیا۔

ایک غیر از جماعت دوست عبداللہ کوئی صاحب لائبیریا سے کہتے ہیں کہ جلسہ کے دیکھنے کے بعد مجھے پورا یقین ہو گیا کہ جماعت کے خلاف جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے سب جھوٹ ہے حقیقت میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچ رہا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: یو.کے کے علاوہ 9 ممالک سے اہم شخصیات کے خیر سگالی کے 109 پیغامات موصول ہوئے۔ نیز فرمایا کہ مختلف ممالک میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات، ویب سائٹس، ایم ٹی اے انٹرنیشنل اور شوشل میڈیا کے ذریعہ کروڑوں افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے دوررس نتائج بھی پیدا فرمائے اور سعید روحوں کو احمدیت اور حقیقی اسلام کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ پیدا ہو اور نام نہاد علماء کے شر سے جماعت کو اور تمام سعید روحوں کو محفوظ رکھے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad